اکابرین دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر

ترتیب

برائے رابطہ

مولانا احسن خدامی صاحب، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82

محمود سٹریٹ، محلّہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

توجہ فرمایئے!

اِن شاء اللہ العزیز مجلّہ صفدر کا آئندہ (جون کا) شمارہ ''فتنۂ غامدی نمبر'' ہوگا۔ لہٰذا اگلا معمول کا شمارہ جولائی میں شائع ہوگا۔

اِعزازی، خریداری اور تبادلہ میں خاص نمبر نہیں بھیجا جائے گا۔ خاص نمبر کے ابتدائی کلمات اور مکمل فہرست اِس شمارے میں دی جارہی ہے، مستقل خریدار اور ایجنسی ہولڈرز مبلغ اڑھائی سو (250) روپیہ فی کس (بمع ڈاک خرچ) مولانا احسن خدامی کے پتہ پر اِرسال فرما کر طلب فرماسکتے ہیں۔ سالانہ خریداروں کا ماہِ جون کا چندہ، مدت ختم ہونے پر اَگلے ماہ میں شمار کرلیا جائے گا۔

عام خریداروں کے لیے بھی رعائتی قیمت 200 روپے (علاوہ ڈاک خرچ) تجویز کی گئی ہے۔ البتہ جو حضرات ''فتنہ غامدی نمبر'' کے ساتھ مجلّہ صفدر بھی مستقل جاری کروانا چاہیں، اُن کا ڈاک خرچ بذمہ اِدارہ ہوگا۔ لہٰذا وہ مبلغ پانچ صد (500) روپے میں خاص نمبر کے حصول کے ساتھ سال بھر کے لیے ''صفدر'' جاری کرواسکتے ہیں۔ نیز لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، بہاول پور، ملتان، سرگودہا اور کراچی کے درجِ ذیل مکتبوں میں بھی خاص نمبر رعائتی قیمت پر دستیاب ہوگا۔ اِن شاء اللہ

مکتبہ اہل سنت، ۱۲ رسول پلازہ، امین پور بازار، فیصل آباد 0321-7837313

مکتبہ صفدریہ، ماڈل ٹاؤن بی، بہاول پور 0301-7790908

......مکتبہ جمال قاسمی، سہراب گوٹھ کراچی
......مکتبہ عمر فاروق، نزد فاروقیہ، شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی
......مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار، لاہور
......مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرنوالہ
......ادارہ اشاعت الخیر، ملتان
......مکتبہ سراجیہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودہا

مجلّہ صفدر کے ''فتنہ غامدی نمبر'' کی پہلی جلد

۹۔۱۰/ ماہ کے طویل انتظار اور ۳۔۴/ ماہ کی جہدِ مسلسل کے بعد بحمد اللہ تعالیٰ ''فتنہ غامدی نمبر'' کی جلد اول طباعت کے لیے تیار ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور غامدی صاحب، اُن کے تلامذہ و متعلقین کے لیے ذریعہ ہدایت اور تمام مسلمانوں کے لیے نافع ومفید بنائے۔ آمین

☆......☆......☆......☆

گزشتہ سال اپنے محترم اور محبوب دوست مولانا ندیم الرشید صاحب کے ہمراہ محترم جناب ڈاکٹر خالد جامعی صاحب کے پاس جانے کا اتفاق ہوا، اثنائے گفتگو جامعی صاحب نے کہا:

''آپ ''صفدر'' کی طرف سے ''غامدی نمبر'' شائع کریں۔ مواد ہم آپ کو مہیا کریں گے۔''

اُس وقت تو بندہ خاموش رہا، بعد میں غور وفکر سے جامعی صاحب کی تجویز معقول بلکہ وقت کی اہم ضرورت معلوم ہوئی۔ چنانچہ انتظامیۂ مجلّہ کی مشاورت سے اِشاعت خاص کا عزم کرلیا۔ اگرچہ جامعی صاحب نے مضامین کے سلسلے میں بھرپور بلکہ مکمل تعاون کا وعدہ کیا تھا، (جسے انھوں نے بہت عمدہ طریقے سے پورا بھی کیا۔) لیکن صرف جامعی صاحب پر انحصار کرنے کے بجائے دیگر اہل علم حضرات سے مضامین لکھوانا مناسب معلوم ہوا۔ سو یہ عزم کرکے کمربستہ ہوگیا، کام دشوار اور بہت دشوار تھا۔ انتظامیہ صفدر کے علاوہ بھی مختلف احباب سے مشاورت رہی، مولانا رضوان عزیز صاحب کا مشورہ بہت معقول ثابت ہوا کہ:

''مضامین نگار حضرات سے مطلقاً کہنے کے بجائے موضوع متعین کرکے ہر ایک سے مقالہ لکھوائیں، اِس طرح عمدہ چیز سامنے آئے گی۔ اِن شاء اللہ''

اِس مفید اور کارآمد مشورے کے نتیجے میں نہایت شاندار اور جاندار اَنداز میں یہ خاص نمبر تیار ہوسکا۔ اور مفتی شعیب احمد صاحب کا مشورہ بھی کچھ کم نہیں تھا کہ:

''پہلے خود غامدی صاحب کی کم از کم تین کتب میزان، برہان اور مقامات کو نظر سے گزار لیا جائے۔ اشراق کے کچھ شمارے ہاتھ لگ جائیں تو اُن کو بھی دیکھ لیا جائے۔''

اِس مشورے پر عمل کا فائدہ یہ ہوا کہ جناب غامدی صاحب کی علمیت کے بے جا شہرے کی وجہ سے جو رُعب سا تھا وہ سب ہَوا ہوگیا اور غامدی غبارے کی ہوا مکمل طور پر خارج ہوکر اُس کا ہوّا نیست

ونابود ہوگیا۔ چنانچہ اپنے ناقص فہم کی روشنی میں پہلے موضوعات پھر اہل علم وقلم کی فہرست بنا کر بعد از مشاورت درجِ ذیل عریضے سے ملتا جلتا خط متعدد علماء کی خدمت میں ارسال کیا گیا:

باسمہ تعالیٰ

از: مجلّہ صفدر

محترم ومکرم حضرت مولانا..صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف؟

بعدہ! جیسا کہ آنجناب کے علم میں ہے کہ جوں جوں اکابر اہلِ سنت کا سایہ ہمارے سروں سے اُٹھتا جارہا ہے، فتنوں کی تعداد میں روز بروز اِضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ اور ہماری نئی نسل رفتہ رفتہ اَسلافِ دیوبند سے دُور ہونے کی بنا پر نہایت آسانی سے فتنوں کا شکار ہورہی ہے۔ اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین

اِس صورتِ حال میں اِس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ ہر اسٹیج اور ہر پلیٹ فارم سے ہر فتنے کا بھرپور تعاقب کیا جائے اور اجتماعی طور پر منظّم انداز میں کیا جائے، تاکہ باطل کو مزید پنپنے کا موقع نہ مل سکے۔ ایک بہت بڑا مسئلہ ''مصلحت'' اور ''رواداری'' کا ہمیں درپیش ہے، جب بھی کسی فتنے کی گمراہی کو واضح کیا جائے یا کسی گمراہ کی ضلالت سے عوام الناس کو آگاہ کیا جائے تو فوراً ''اختلاف رائے اور اس کے آداب، اختلاف کی حدود، صبر وتحمل، رسول اللہ ﷺ وصحابہؓ کی بردباری، برداشت، ایک دوسرے کا احترام'' اور اس جیسے خوبصورت عنوانات پر مشتمل نہایت زہریلے مضامین کے ذریعے اہلِ حق کو شرمندہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور درحقیقت باطل کو پر پرزے پھیلانے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دورِ حاضر کے منکر حدیث، پرویزِ وقت، مودودیٔ زمانہ جاوید احمد غامدی اور اس کے ہم فکر لوگ ہمارے اہلِ سنت دیوبند کے مدارس کی جڑوں میں اپنا زہر پہنچا چکے ہیں۔ اور ہمارے اُن اسلاف کی اولادیں جن کو رب کائنات نے اِن فتنوں کے خلاف سدِ سکندری بنایا تھا، آج جاوید غامدی جیسے متجدد کی گود میں جا پڑی ہیں۔

اِس لیے اِس بات کی شدت سے ضرورت سمجھی گئی کہ جاوید غامدی کے باطل اَفکار ونظریات کا علمی وتحقیقی محاسبہ نہایت مضبوط اور منظّم انداز میں کیا جائے اور اہلِ سنت عوام کو ان کی فریب کاریوں سے آگاہ کرکے ان کا شکار ہونے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے اَفکار ونظریات کے ترجمان ''مجلّہ صفدر'' نے اِس کارِ خیر کے لیے......''افکارِ غامدی نمبر''......کی اِشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ کام اکیلے ''صفدر'' کا نہیں، بلکہ ہم سب کا مشترکہ کام ہے۔

اگر توفیق باری اور آپ حضرات کا قلمی وعلمی تعاون شامل حال رہا تو اِن شاء اللہ جلد ہی اِس خطرناک فتنہ کے سد باب کی مضبوط اینٹ کے طور پر مجلّہ صفدر کا یہ خاص نمبر شائع ہو کر منظر عام پر آ جائے گا۔

اس سلسلہ میں بعد از مشاورت یہ طے پایا ہے کہ فہرست بنا کر مختلف اہل علم وقلم میں موضاعات تقسیم کر دیئے جائیں، تا کہ ہر ایک اپنے موضوع پر جامع مقالہ تیار کر سکے۔ اِس طرح تکرار کم سے کم اور نافعیت زیادہ سے زیادہ ہو گی۔ ان شاء اللہ

عنوانات کی فہرست پیش خدمت ہے۔ آنجناب سے درخواست ہے جس عنوان پر ممکن ہو سکے مقالہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ ہمارے ناقص خیال میں یہ آ رہا ہے کہ آپ سے.................................

...... کے عنوان پر کچھ تحریر کرنے کی گزارش کی جائے۔ باقی جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ بہر حال! جو بھی موضوع متعین فرمائیں، اُس سے اِدارہ کو آگاہ ضرور فرمادیں۔ جزاك الله أحسن الجزاء.

اور یہ بھی کوشش فرمائیں کہ موضوع کی جملہ جہات کا احاطہ اَکابر اہلِ سنت کی تحقیقات کی روشنی میں مدلل لیکن سنجیدہ اَنداز میں ہو جائے۔ ۲۰/۱۵ یا زیادہ سے زیادہ ۲۵/۲۰ صفحات میں مضمون مکمل فرمانے کی پوری کوشش کریں۔ تا کہ خاص اِشاعت کا حجم کم سے کم اور مواد زیادہ سے زیادہ ہو۔ اور عوام الناس کے ہر طبقہ تک بسہولت پہنچایا جا سکے۔

غامدی صاحب کی کتب میزان، برہان اور مقامات وغیرہ آپ کے پاس نہ ہوں اور اُن کی ویب سائٹ ''المورد'' سے ڈاؤن لوڈ کرنے کی صورت بھی ممکن نہ ہو تو اطلاع فرما دیجیے، ان شاء اللہ یہ بوجھ بھی اِدارہ صفدر برداشت کرے گا۔ اور غامدی صاحب کی کتب آپ تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

مؤدبانہ التماس ہے کہ اپنا مضمون نومبر ۲۰۱۴ء کے اَواخر تک ضرور مکمل فرما کر اِرسال فرما دیں۔ اگر کمپوز شدہ مضمون بذریعہ ای میل اِرسال کر سکیں تو اِدارہ کے ساتھ تعاون ہو گا۔

نیز غامدی صاحب سے متعلق اپنی مطبوعہ وغیر مطبوعہ سابقہ تمام تحریریں بھی اِرسال فرما دیں تو نوازش ہو گی۔ اُمید ہے اِس کارِ خیر میں ہر ممکن تعاون فرمائیں گے۔

والسلام

(مولانا) حبیب الرحمٰن سومرو......[سرپرست] (مولانا مفتی) محمد انور اوکاڑوی......[نگران]

(مولانا) جمیل الرحمٰن عباسی......[مدیر اعلیٰ] (مولانا) احسن خدامی......[مدیر مسئول]

خادم اہل سنت حمزہ احسانی......[مدیر]

۲۶/ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ (ستمبر ۲۰۱۴ء) بروز پیر

بہت سے حضرات کی خدمت میں غامدی صاحب کی کتب بھی ارسال کی گئیں۔ ہمارے محبوب مقتدا اور اہنما، ترجمان دیوبند حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ (نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ) اور

حضرت مولانا کمال الدین مدظلہم سمیت جن حضرات کے مضامین بروقت (اواخر نومبر تک) موصول ہوئے۔ بندہ ناچیز اُن سب کا فرداً فرداً دل وجان سے شکر گزار اور ممنون ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ سب کو اپنے شایانِ شان اَجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔

مفصل مقالہ جات کی درخواست کے علاوہ، اَکابر اہلِ علم کی خدمت میں غامدی نظریات بھیج کر درجِ ذیل عریضہ کے ذریعہ اُن سے ''مختصر تاثرات'' کی گزارش کی گئی:

باسمہ تعالیٰ

بخدمت اقدس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ   خداوند قدوس آپ کا سایۂ عاطفت تادیر صحت وعافیت سے ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

بعدہ! آنجناب کے علم میں ہے کہ دن بدن نت نئے خارجی وداخلی فتنوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ اور ہماری نئی نسل رفتہ رفتہ اسلافِ دیوبند سے دُور ہونے کی بنا پر نہایت آسانی سے فتنوں کا شکار ہورہی ہے۔ اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین

اِس صورتِ حال میں شدت سے اِس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ ہر اسٹیج اور ہر پلیٹ فارم سے ہر فتنے کا بھرپور تعاقب کیا جائے اور اِجتماعی طور پر منظّم اَنداز میں کیا جائے، تاکہ باطل کو مزید پنپنے اور اہلِ حق کی صفوں میں اِنتشار پیدا کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

دورِ حاضر کے خطرناک ترین فتنے ''غامدیت'' کے علمی تعاقب اور عوام الناس کو اِس سے بچانے کے لیے ......امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے افکار ونظریات کے ترجمان ''مجلّہ صفدر'' نے ......''فتنۂ غامدی نمبر'' ......کی اِشاعت کا بیڑا اُٹھایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ کام اکیلے ''صفدر'' کا نہیں، بلکہ آپ جیسے اکابر کی سرپرستی، دعاؤں، توجہات اور قلمی وعلمی تعاون کی بدولت ہی اِس کا مؤثر ومفید ہونا ممکن ہے۔

اِس اشاعت خاص کو جامع، مفید اور ہر طبقے کے لیے مؤثر بنانے کی خاطر طویل مشاورت اور غور وفکر کے بعد ''غامدی فکر'' کے مختلف پہلوؤں کو موضاعات میں تقسیم کرکے اہل علم وقلم سے متعین عنوانات پر مضامین لکھنے کی گزارش کی گئی۔ چنانچہ (یہاں اٹھارہ موضوعات کی فہرست دی گئی تھی۔) وغیرہ موضوعات پر درجِ ذیل علماء ومشائخ مضامین تحریر فرمارہے ہیں: (اور یہاں تقریبا ۲۱ رعلماء کے اسماء گرامی درج تھے جن سے مقالہ کے لیے درخواست کی گئی تھی۔) وغیرہم

الغرض سنجیدہ اور محقق علماء دیوبند ''صفدر'' کی اِس اِشاعتِ خاص کے لیے مفصل مقالہ جات تحریر فرمارہے ہیں۔ تقریبًا نوسو (۹۰۰) کے لگ بھگ صفحات پر مشتمل مواد اَب تک موصول ہوچکا ہے اور

مزید موصول ہو رہا ہے۔ چھانٹی اور حذفِ تکرار کے بعد مختصر مگر جامع ''خصوصی نمبر'' تیار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی، تاکہ خریدنے اور پڑھنے میں سہولت ہو۔

جاوید احمد غامدی کے نظریات یکجا لکھ کر مختلف دارالافتاؤں کی طرف استفتاء بھی بھیجا جا چکا ہے۔ اہم فتاویٰ جات کو بھی اِس اِشاعت خاص کا حصہ بنایا جائے گا۔ اِن شاءاللہ

آنجناب کی خدمت میں جاوید غامدی کے نظریات اور اُن کے تفصیلی حوالہ جات اِرسال کیے جا رہے ہیں۔ آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اِس فتنے کے بارے میں اپنے چند لفظی تاثرات اور رائے گرامی سے تحریری طور پر آگاہ فرمائیں۔ اگر آپ کی اِس مختصر چند سطری تحریر میں اِس فتنے کی خطرناکی سے آگاہی اور عوام کو اِس سے بچنے کی تلقین ہو تو یقیناً آپ کے متعلقین کے لیے بالخصوص اور جملہ اہلِ سنت کے لیے بالعموم اَز حد نافع ہوگی۔

اُمید ہے اِس کارِ خیر میں ہر ممکن تعاون فرمائیں گے۔ آپ کے جواب کا شدت سے اِنتظار رہے گا۔ آنجناب کی گوناگوں مصروفیات کے پیشِ نظر جواب موصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۰رجنوری ۲۰۱۵ء ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ اِس وقت میں آپ سہولت سے مجلّہ صفدر کے ''فتنۂ غامدی نمبر'' کے لیے چند سطری کلمات تحریر فرما سکیں گے۔ اِن شاءاللہ العزیز

شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہ......[سرپرست: مجلّہ صفدر]

وکیل احناف حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ......[نگران: مجلّہ صفدر]

حضرت مولانا جمیل الرحمٰن عباسی......[مدیر اعلیٰ: مجلّہ صفدر]

اور برادرِ مکرم حضرت مولانا احسن خدامی......[مدیر مسئول: مجلّہ صفدر]

کی طرف سے ہدیہ سلام قبول فرمائیں۔

والسلام......خادم اہل سنت حمزہ احسانی غفرلہ [مدیر: مجلّہ صفدر]......۲۳رصفر ۱۴۳۶ھ بروز منگل

اس عریضہ کے جواب میں موصول ہونے والی تحریرات دوسرے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

بروقت موصول ہونے والے مضامین کے بعد باقی حضرات کے مضامین بھی آہستہ آہستہ موصول ہوتے رہے، حتیٰ کہ ہم نے مضامین موصول ہونے کی آخری تاریخ (۱۵رجنوری) کا اعلان کر دیا۔ اللہ رب العزت کے خصوصی فضل و کرم، اکابر و احباب کی دعاؤں اور بھرپور تعاون کی بدولت بحمد اللہ تعالیٰ ۱۵ر جنوری تک ہماری امید اور توقع سے تین گنا زیادہ مواد موصول ہو چکا تھا۔

اِرادہ تھا کہ یکم مارچ کو اشاعتِ خاص پریس کے حوالے کر دی جائے اور اپریل میں آنے والا ''صفدر'' کا پچاسواں شمارہ ''فتنہ غامدی نمبر'' ہو۔ اس کے لیے لازمی تھا کہ آخری تاریخ کے بعد موصول

ہونے والا کوئی بھی مضمون شامل اِشاعت نہ کیا جاتا۔ لیکن حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہم، حضرت خواجہ ابوالکلام صدیقی مدظلہم کے مضامین اور دارالعلوم دیوبند کے فتوے کے انتظار میں ''حتمی تاریخ'' کو مؤخر کرنا پڑا۔ یوں دو ماہ مزید تاخیر ہوگئی، مگر باوجود اِس تاخیر کے متعدد اَعذار کی بنا پر نہ تو اِن حضرات کے مضامین موصول ہوسکے اور نہ دیوبند کا فتویٰ۔ اَب مزید انتظار ممکن نہ تھا، اور موصولہ مواد بھی ہماری مقررہ حد (۵۰۰ صفحات) کے دوگنے سے بھی بڑھ چکا تھا۔ اِس لیے یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ اِس اشاعت خاص کو دوحصوں میں تقسیم کردیا جائے۔ جس کے نتیجے میں پہلی جلد تیار ہے۔

اِس پہلی جلد میں حیات عیسیٰ، جہاد، گستاخ رسول کی شرعی سزا، قادیانیت وغامدیت، اُصول تفسیر وتصورِ سنت، قراآت قرآن، تصوف وسلوک، حجیت اجماع، سزائے رجم، غامدی وعمار، نظریہ سیاست، جدت پسندی اور دینی مدارس وغیرہ عنوانات پر مضامین شامل ہیں۔...... جبکہ تصورِ سنت، حجیت حدیث، تصویر، موسیقی، مرتد اور شراب نوشی کی سزا، وارثت، بیمہ، اُصول فطرت، ڈاڑھی، اتمام حجت، مسئلہ تکفیر، اجتہاد، تقلید، زکوٰۃ، مسجد اقصیٰ کی تولیت اور ظہورِ امام مہدی وغیرہ موضوعات سے متعلق مضامین اِن شاء اللہ دوسری جلد میں شائع کیے جائیں گے۔ اِسی طرح اَکابر اہل علم کے مسلکی تصلب اور دینی غیرت وحمیت کے مزید منتخب نمونے، ''جدید مفکرین کے طریقے'' نامی مضمون کا دوسرا حصہ، غامدی دستور پر مفصل بحث، عمار خان کے نام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کا جوابی ''ناصحانہ مکتوب''، غامدی سے متعلق استفتاء کے تفصیلی حوالہ جات اور دیگر مضامین دوسری جلد میں شائع کیے جائیں گے۔ حدیث سبعۃ احرف پر مفصل بحث، بعض مفتیان کے مفصل فتاویٰ جات، غامدی صاحب کے تضادات، غامدی صاحب اپنے تلامذہ کی نظر میں، غامدی صاحب کے رد میں لکھے گئے معتمد اہل علم کے مضامین وکتب کی فہرست وغیرہ بھی قارئین دوسری جلد میں ملاحظہ فرماسکیں گے۔ اِن شاء اللہ۔

ہم نے متعدد اہل علم وقلم سے غامدی مذہب پر ''مختصر تبصرہ'' کی گذارش کی تھی، جس کے جواب میں موصول ہونے والے تاثرات ''غامدی فتنہ میری نظر میں!'' نامی مضمون میں شامل ہیں۔ جو حضرات تاحال اپنے تاثرات اِرسال نہیں فرماسکے، اُن کے تاثرات یا مضامین ومقالات بھی یکم اگست ۲۰۱۵ء تک موصول ہونے کی صورت میں دوسری جلد میں شامل ہوسکیں گے

ع صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

''فتنہ غامدی نمبر'' میں بوجوہ سیکڑوں صفحات پر مشتمل بہت سے مضامین شامل نہیں کیے جاسکے، جن میں بڑی وجہ تکرار اور طوالت ہے۔ بلکہ پہلی جلد کے لیے منتخب کردہ مضامین میں سے بھی بعض قیمتی اور

اہم مضامین عین آخری وقت میں صرف اِس لیے نکالنے پڑے کے اُن کے ساتھ اِس جلد کے صفحات کسی طرح بھی قابو میں نہیں آ رہے تھے۔ جن اکابر واحباب کے مضامین قابل اشاعت ہونے کے باوجود شاملِ اشاعت نہیں ہو سکے، اُن سب سے ہم انتہائی معذرت خواہ ہیں۔ اُن کے مضامین دوسری جلد میں شامل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ اِن شاء اللہ۔

اِس اشاعت خاص کے بعد مستقل بنیادوں پر اِس فتنے کا تعاقب جاری رکھنے کا عزم ہے، جس کے لیے ایک مجموعہ مرتب کیا جائے گا، اُس میں اِن شاء اللہ تمام مضامین پوری تفصیل کے ساتھ شامل ہوسکیں گے۔ اُس ''مجموعہ'' کے لیے بھی جملہ اہلِ علم وقلم کی خدمت میں قلمی وعلمی تعاون کی درخواست ہے۔ امید ہے بھر پور توجہ فرمائیں گے۔ علاوہ اَزیں مختصر کتابچوں، پمفلٹوں اور اَکابر کی آراء وفتاویٰ پر مشتمل ٹریکٹوں کا بھی ارادہ ہے۔ اللہ جل شانہ ہمت اور توفیق عطا فرمائیں تو اِن شاء اللہ اَکابر واَحباب کے تعاون سے ہر فورم پر اِس فتنے کا ہر اَنداز میں تعاقب کیا جائے گا۔ تمام اہلِ اسلام سے اِس سلسلہ میں خصوصی دعاؤں کی بھی درخواست ہے۔

☆......☆......☆......☆

حسب سابق اِس اشاعت خاص میں بھی برادرِ مکرم مولانا احسن خدامی تقریباً تمام اُمور میں شریک کار رہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اِس دفعہ بندہ اُن کے شریکِ کار رہا تو شائد بے جا نہ ہو، علاوہ ازیں...... حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم، حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہم، حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم، حضرت الشیخ مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم، حضرت الاستاذ مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور مدظلہم، حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم، حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم کی دعائیں، سرپرستی، تعاون، مشاورت اور......مولانا مفتی شعیب احمد، مولانا سید زین العابدین، حافظ عدیل عمران، مولانا جمیل الرحمٰن عباسی، مولانا مفتی رب نواز، مولانا مفتی طلحہ جواد، مولانا شفیق الرحمٰن جلال پوری، مولانا مفتی محمد عبداللہ، محترم جناب ماسٹر منظور حسین صاحب، محترم مولانا عبدالرزاق خان صاحب، بھائی عبدالغفور صاحب اور طلحہ بھائی (حافظ شمس الدین خان طلحہ صفدری) سمیت دیگر اَحباب کا تعاون بھی شامل حال رہا۔ خداوند قدوس سب کو اپنے شایانِ شان اَجرِ عظیم عطا فرمائے اور ہماری اِس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر نافع ومفید بنائے۔ اور بارگاہِ ایزدی سے مجلّہ صفدر کو صحیح خطوط پر دین ومسلک کی اِشاعت وحفاظت کی توفیق مرحمت ہوتی رہے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم

☆......☆......☆......☆

فہرست ''فتنہ غامدی نمبر'' (جلداول)

باب ا......آغازِ سخن

باب ۲......تحریراتِ اکابر

باب ۳......(تجدد پسندوں کے) قلمی وعلمی فتنے

باب ۴......(جاوید احمد غامدی کا) تعارف وپس منظر

باب ۵......(غامدی) اُفکار کا تحقیقی محاسبہ

باب ۶......غامدی مذہب کا عمومی جائزہ

باب ۷......فتاویٰ جات

☆......☆......☆......☆

مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی

درویش کی رحلت

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علماء کرام کے بیانات میں سنا کرتے تھے کہ آپ باضابطہ عالمِ دین نہ تھے، تاہم آپ کا سینہ وہبی علوم کا آبگینہ تھا جس پر قدرت اپنی جناب سے معارف اتارا کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ کے اساطینِ علم آپ کے حضور نیاز مندانہ حاضر ہوتے اور فیض پاتے۔

دنیا قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبتِ شاگردی پر فخر کرتی اور یہ نابغۂ روزگار ہستیاں اپنی باطنی تکمیل کے لیے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت وراہ نمائی کو ضروری جانتی تھیں۔

یاد پڑتا ہے بچپن کی یہ اُلجھن [کہ اتنے بڑے علماء اپنی علمی وجاہت کے باوصف ایک غیر عالم حاجی صاحب سے کیا سیکھتے ہیں؟ اور جب حاجی صاحب عالم ہی نہیں تو انہوں نے یہ سب کہاں سے سیکھا؟] بڑی دیر تک پریشان کرتی رہی تا آنکہ مرشدی قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ اور روحانی نسبتوں کے امین شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو زید مجدہم کے ہاں [جہان سومرو ضلع ٹنڈو محمد خان' حیدرآباد] حاضری ہوئی اور آپ کی معیت میں بیٹھے بابا جمن نامی سفید ریش بزرگ سے شناسائی ہوئی، اَب جب کہ یہ درویش صفت بزرگ [جنوری ۲۰۱۵ء کی رات] دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں ہم ان کی یادوں کو بے نقاب کرنے بیٹھے ہیں۔

بابا جمن باضابطہ عالم بھی نہ تھے اور خالص دیہاتی ماحول میں زندگی گزارنے کی وجہ سے معلومات اور حصول علم کے ذرائع سے مکمل ناآشنا بھی۔ تاہم حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور آپ کی توجہ کی برکت سے روحانی صلاحیت کو گویا چار چاند لگ گئے اور بابا جمن سے وہ معرفت کی باتیں پھوٹنے لگیں کہ کتابوں کا دامن اُن سے خالی ہوتا تھا اور کتابیں پڑھنے والوں کے کان اُن سے پہلی دفعہ شناسا ہوا کرتے۔ یوں بابا جمن کی مجالس میں بیٹھ کر سید الطائفہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سمجھ آنے لگے۔ وہبی علوم اور خدائی عطاء سے بھی واقفیت ہوئی، المؤمن ینظر بنور اللہ بھی سمجھ آیا اور الفاظ کا

ذخیرہ جاننے، پڑھنے پڑھانے کے باوجود اپنے تہی دامن ہونے کا شدید احساس بھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ گواہ ہیں بابا جمنؒ سے جامعہ حسینیہ مظہریہ کے کسی گوشے میں بیٹھ کر کی گئی سرگوشیاں بہت یاد آ رہی ہیں ؎

کیسی کیسی محفلیں سونی ہوئیں
پھر بھی دنیا کس قدر آباد ہے

[سحر انصاری]

بابا جمنؒ سے پہلا اور غائبانہ تعارف مرشدی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی اس تحریر سے ہوا تھا جو ماہنامہ حق چار یار کی اشاعتِ خاص ''قائد اہل سنت نمبر'' [اپریل ۲۰۰۵ء] میں ''تصوف وسلوک اور حضرت اقدس'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔ حضرت شیخ مدظلہ لکھتے ہیں:

''راقم کا مشاہدہ ہے کہ ہمارے ایک ساتھی محترم جمن صاحب جو کافی عرصہ سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔ وہ ایک وجدانی کیفیت کے مالک ہیں۔ وہ ہمیشہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے کہ توجہ فرمادیں۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے رہتے، مجلس میں ایک مرتبہ اُن کو خیال آیا کہ حضرت جی سے اکیلے میں بات کروں۔ (بعد از مجلس) خلوت میں محمد جمن صاحب نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ جو سندھ کے با کمال صاحب معرفت شاعر گزرے ہیں کا یہ شعر سنایا:

خودی خدا کیس مائیندا من م
من ترا رن جاء کانہی دو دے میان م

یعنی جس طرح ایک میان میں دو تلواریں نہیں آسکتیں اِسی طرح ایک وجود میں خودی اور خدا تعالیٰ دونوں نہیں سما سکتے۔ بس یہ کہنا تھا کہ اہلِ دل (حضرت قائد اہل سنتؒ) نے اپنے محبت بھرے سینے کی ٹھنڈی ہواؤں سے کوئی جھونکا اس کی طرف بھیج دیا۔ پھر تو اس (بابا جمنؒ) کی کیفیت دیدنی تھی۔ وہ بے خود ہوگئے، چلتے ہوئے لڑکھڑانے لگے، نیند کا غلبہ اور حواس معطل ہوگئے۔ دوران سفر اُن کو سنبھالتے سنبھالتے جب ریل میں سوار ہوئے تو حیدر آباد تک ایسے ہی پڑے رہے۔ ایک مہینہ تک اُن کی یہی کیفیت رہی، اُس کے بعد آہستہ آہستہ سنبھلنے لگے۔''

آہ! وجدانی کیفیت کے مالک یہ بے خود بزرگ اب ہم میں نہیں رہے۔

تو گروہِ فقراء کو نہ سمجھ بے جبروت
ذات مولا میں یہی لوگ سما سکتے ہیں

[انشاء]

سندھ، خانقاہ جب بھی حاضری ہوتی، جتنے دن قیام رہتا، بابا جمنؒ خراماں خراماں چلتے آ پہنچتے۔ تواضع و بے نفسی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ خاموشی سے سر جھکائے ایک طرف ہو کر بیٹھ جاتے۔ کم بولتے تھے، وجہ اس کی یہ تھی کہ اُن کے سننے والے ہی کم تھے۔ جب اُنہیں اپنے ذوق کا بندہ مل جاتا تو خوب بولتے اور ایسی ایسی معرفت کی باتیں کرتے کہ حیرت سے حواس گم ہو جاتے۔ صوفیاء اور اہلِ محبت کے اشعار کا ذخیرہ سینہ میں محفوظ تھا۔ سندھی، فارسی کے اَشعار سناتے پھر وضاحت کرتے، کبھی کسی شعر کا مصرعہ سمجھ نہ آئے تو تشریح کرتے اور کافی دیر تک ایک ہی مصرعہ کو مختلف پیراؤں سے سمجھانے لگتے۔

اللہ کی محبت اور رضاء کے حصول کے طریقوں کو عام فہم مثالوں سے ایسے واضح کرتے کہ وصول الیٰ اللہ کی منزل آسان نظر آنے لگی، آداب شیخ پر گفتگو فرماتے، اہل دل کا تذکرہ کرتے اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر پر کبھی آبدیدہ ہو جاتے تو کبھی فرطِ محبت میں کِھل اٹھتے۔

فرماتے: پنجاب والوں نے حضرت قاضی صاحبؒ کو سمجھا نہیں، اُن کے سینے میں معرفت کے نور کا جو دریا بہتا تھا اُس سے بے خبر رہے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کی تحریری، تنظیمی اور قائدانہ صلاحیتوں سے خوب نفع اٹھایا، لیکن اُن کا سہارا لے کر اللہ سے وہ تعلق نہ بنا سکے جو طالبِ حق کا مقدر ہوا کرتا ہے۔

ایک دفعہ فرمایا: حضرت قاضی صاحبؒ پر پہلی نظر پڑی تو سمجھ آیا کہ اب تک جو لا الہ الا اللہ پڑھا کرتے تھے یہ اُن لفظوں کا پیکر (غیر اللہ کی نفی میں کمال حاصل کرنے والی) ذات بیٹھی ہے۔

۱۴ تا ۱۷ ستمبر ۲۰۱۵ء آخری مرتبہ خانقاہ حاضر ہوا تو معلوم پڑا کہ بابا جمنؒ شدید بیمار ہیں۔ صاحبِ فراش ہیں اور چل پھر نہیں سکتے، خدشات نے بے چین کر دیا کہ شاید اب آخری ملاقات ہی ممکن ہو سکے۔ حضرت شیخ مدظلہ سے عرض کیا تو فرمانے لگے: میں آپ کو اُن کے ہاں لے چلوں گا۔ لیکن اگلی صبح جامعہ کی لائبریری بیٹھا تھا کہ بابا جمنؒ تشریف لے آئے، فرمانے لگے: آپ کی آمد کا علم ہوا تو چلا آیا، یہ آخری اور طویل مجلس ثابت ہوئی، بہت باتیں ہوئیں۔ میرے طفلانہ سولات تھے اور بابا جی کی معرفت بھری باتیں، ظہر تک نشست رہی، کچھ ملفوظات نوٹ کر لیے تھے جو اَب نذرِ قارئین ہیں۔

......بعض دفعہ اہل محبت حق تعالیٰ سے غلبۂ محبت میں بے خود ہو جاتے ہیں اور ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں کہ اہلِ دماغ اُن کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے، اللہ جل شانہ کا قرب جسے مل جائے وہ اِس بشارت کا مصداق بن جاتا ہے جس میں فرمایا: ہم مؤمن کا ہاتھ بن جاتے ہیں جن سے وہ پکڑتا ہے، آنکھ بن جاتے ہیں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس کی مثال یوں ہے کہ کوئی مرد برقعہ پہن کر چلنے لگے، اب ظاہر میں یہ عورت دِکھے گی جبکہ باطن اور حقیقت میں تو مرد ہے۔ ایسے ہی ظاہری جسم تو انسان کا ہے لیکن اندر روح بیدار ہو تو خود ذاتِ حق رونق افروز ہے۔

حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے ایسے ہی کسی کیفیت میں یہ رباعی کہی:

میں شہباز کراں پرواز وچ دریا کرم دے ہو
زبان میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ہو
افلاطون ارسطو جیہڑے میر اگے کس کم دے ہو
ہتھ حاتم جیہڑے لکھ کرسو وڑے ھودے اگے پندے (منگتے) ہو

......مرغی انڈا دیتی ہے تو مرغی کا'انڈے کے اندر موجود بچے سے تعلق ثابت ہوا۔ اَب یہ انڈے میں موجود بچہ رفتہ رفتہ طاقت پکڑ کر انڈا توڑتے ہوئے باہر نکلے گا تو اس کی اپنے اصل سے ملاقات ممکن ہوگی۔

فرمایا: یلقی الروح من امرہ۔ حق تعالیٰ نے انسان کے اندر اپنی جناب سے روح ڈالی جو (مثل اس بچے کے ہے جو انڈے کے اندر موجود ہے) انسان کے اندر مستور ہے۔ جب یہ روح ذکر الٰہی سے رفتہ رفتہ طاقت ور ہو،نفس کا انڈا توڑ کر حق تعالیٰ سے مل جائے گی اور خدانخواستہ یادالٰہی سے زندگی پھر محرومی ہی رہی تو یہ روح مردہ قرار پائے گی اور جسم (انڈا) ہی خراب ہو جائے گا۔

......یاد کیجئے،فرمایا: اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے زندہ اور نہ کرنے والا ایسا ہے جیسے مردہ۔

......قرآن پاک سراپا نور ہے۔ بقول سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ: قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہے جس کی نورانیت الفاظ میں ہے جو تلاوت کرنے والے کو نصیب ہوتی ہے۔

......سورج اپنے نور کے ساتھ طلوع ہوتا ہے تو ظلمت کا وجود مٹ جاتا ہے،ظلمت شب اور نورِ شمس ایک جگہ اکھٹے نہیں رہ سکتے۔ ایسے ہی جس قلب میں اللہ کی محبت کا نور سما جائے گا،نفس وخواہش کی ظلمتیں کافور ہو جائیں گی،قلب میں خودی [اپنی مرضی کے مطابق جینا] رہے گی یا خدا۔[اللہ کے حکموں پر چلنا] اَب اختیار بندے کا ہے اسے قلب میں نورِ الٰہی چاہیے یا ظلمت نفس؟

......تصورِ شیخ سے اللہ کی قدرت کی بدولت شیخ تک رسائی ممکن ہے۔

......فرمایا: شیخ توجہ عنایت فرماتے ہیں تاہم طلب شرط ہے اور یہ تدریجاً بقدرِ محنت نصیب

ہوتا ہے، جیسے چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کا سہارا لیا جاتا ہے، لیکن ایک ایک سیڑھی چڑھنا ہی منزل تک پہنچاتا ہے۔

......ولایت ایک راز ہے ولی اور اللہ کے درمیان۔ اسے کبھی عیاں نہیں کیا جاتا، یہ شیخ اس تعلق کو سمجھاتے ہیں اور کھولتے ہیں، کیونکہ سمجھنا سمجھانا تو عقل کی سمجھنے کی چیزیں ہیں اور تعلق مع اللہ کی حقیقت محض عقل سے سمجھ آنے والی چیز نہیں، یہ تو نورِ نبوت ہے جو نورِ ولایت کے نام سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا آیا ہے۔

......کبھی کبھی خود سے ہم کلام اور ہمنشین بھی ہونا چاہیے۔ اس خود کلامی اور ہمنشینی کے بڑے فوائد ہیں۔

......ظاہری آنکھ پورے جہاں کو دیکھ سکتی ہے تو باطنی آنکھ جو اللہ کے نور سے دیکھتی ہے ''المؤمن ینظر بنور اللہ'' جسے نصیب ہو جائے اس کی رسائی کہاں تک ہوگی۔

......دماغ اعضاء کا کنٹرول روم ہے جہاں سے جسم کے ہر ہر عضو کا احکامات دیے جاتے ہیں اور وہ اس کے حکم کو بجالاتے ہیں۔ یا ایسے سمجھ لیں کہ جسم کے ہر ہر عمل کو راحت و تکلیف تب محسوس ہوگی جب دماغ بحال ہوگا، بصورت دیگر پاگل کہا جائے گا جسے سردی' گرمی' بہار' خزاں' خوشی غم سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ایسے ہی قلب روح کا مرکز ہے، قلب کی پاکیزگی اللہ کی یاد اور اس کی بندگی سے ہی ممکن ہے۔

عزیزم محمد صہیب سومرو سلمہ نے بابا جمن کو سہارا دے کر موٹر سائیکل پر بٹھایا اور میں اُن کے کمزور و نحیف بدن کو جب تک نظر آتے رہے ڈبڈباتی آنکھوں کے ساتھ دیکھتا رہا۔ خدا جانے کیا معاملہ تھا مجھے یقین سا تھا کہ یہ آخری ملاقات تھی۔ خانقاہِ مظہریہ جانے کو بے تاب ہوں، دیارِ حبیب اور دیدارِ حبیب تو میسر ہوگا تاہم بابا جمن سے وہ سرگوشیاں......؟ وہ راز نیاز......؟ نورِ معرفت سے گندھے وہ سربستہ راز......؟

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اُڑ گئی تیرے فسانے سے

[سودا]

ابو مطیع

رجم کی مشروعیت اور اس کے منسوخ نہ ہونے کا اثبات

غیر شادی شدہ کو کوڑوں کے ساتھ جلاوطنی کی سزا کے بارے میں اختلاف اتنا اہم نہیں کیونکہ جو حضرات جلاوطنی کے ضروری ہونے کے قائل ہیں وہ بھی اپنے دلائل رکھتے ہیں اور وہ ہمارے لئے قابل صد احترام ائمہ ہیں اس سے کہیں زیادہ اہم مسئلہ رجم کی مشروعیت کا ہے کیونکہ پہلے زمانے میں خارجی اس کے منکر تھے آج مرزائی اور کچھ دوسرے لوگ بھی رجم کی سزا کے منکر ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلہ پر بھی کچھ لکھ دیا جائے کیونکہ ان لوگوں کی باتیں مسلمانوں میں شبہات پیدا کرتی ہیں ان کو امت سے کاٹتی ہیں اس لئے طلبہ کو اس کے بارے میں تیار کرنا بھی ضروری ہے راقم نے اس امید پر یہ مضمون لکھا کہ شاید یہ اس عاجز ناچیز اور اس کے متعلقین کی نجات کا باعث بن جائے تو یاد رکھیں کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اس پر اتفاق ہے کہ جب شادی شدہ مسلمان پر اسلامی عدالت میں زنا ثابت ہو جائے اس کے چار مرتبہ اقرار کرنے سے، یا چار عینی گواہوں سے تو اسے رجم کیا جائے اختلاف اس میں ہے کہ رجم سے پہلے سو کوڑے مارے جائیں یا نہیں لیکن اس کو رجم کرنے پر سب صحابہ کرامؓ متفق ہیں آنحضرت ﷺ کا کوئی صحابیؓ اس کا قائل نہیں کہ ایسے مجرم کو رجم نہ کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ کے بعد ان کے نقش قدم پر چلنے والی امت مسلمہ میں اس بارے میں کبھی اختلاف نہ ہوا۔ علامہ خازنؒ لکھتے ہیں: **اجمع العلماء علی جلد البکر الزانی مائة و رجم المحصن** [تفسیر الخازن: ۳۳۶/۱] حضرت امام اہل سنتؒ فرماتے ہیں:

''باقی رہا شادی شدہ کا حکم تو اس کے متعلق متواتر احادیث اور اجماع امت ہے، ان کے متعلق قرآن پاک کی آیتیں نازل ہوئی تھیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی، لیکن حکم باقی ہے کہ شادی شدہ مرد عورت بدکاری کریں اور وہ ثابت ہو جائے چار گواہوں سے، چار کی گواہی کا ذکر آئندہ آیت کریمہ میں آرہا ہے یا وہ خود اقرار کریں کہ واقعی ہم نے یہ کام کیا ہے تو ان کو میدان میں کھڑا کر کے پتھروں کے ساتھ مار مار کر ختم کر دیا جائے، اس کاروائی کو عربی میں رَجْم کہتے ہیں جس کا اردو میں ترجمہ سنگسار کرنا ہے۔ ضیاء الحق کے دور میں ہائی کورٹ کے ایک جج نے بڑھک ماری کہ رجم کا مسئلہ یہودیوں سے لیا گیا ہے اور یہ سزا اس روشن زمانے میں ناقابل عمل ہے، وہ ڈاکٹر تنزیل غیر مسلم پرویزی ذہن کا جج تھا، منکرین حدیث میں سے تھا، اس سلسلے میں علمائے کرام نے ہر جگہ احتجاج کیا اور پچاس علماء پر مشتمل ایک وفد جس میں ہر طبقے کے علماء شامل تھے

ضیاء الحق کو بھی ملا، اُس وفد میں میں (امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ) بھی شامل تھا۔ اور اُس کو خطوط بھی لکھے کہ تم اِسلام، اِسلام کرتے ہو، جج کی اِس بات کا نوٹس لو! کیونکہ ہائی کورٹ کا جج ہے، اِس کے یہ الفاظ قانون ہیں، پھر دوسرے جج اِس کو بطور مثال کے پیش کریں گے۔ اگر کوئی سیاسی لیڈر بڑھک مارتا تو ہم سٹیج پر منبروں پر اُس کی تردید کر دیتے ہیں، درسوں میں تردید کر دیتے اور ہمارا فرض اَدا ہو جاتا۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی اِسلام کے خلاف بات کرے اور سب مسلمان خاموش رہیں تو سب گناہ گار ہوں گے اور اگر ایک بھی ذمہ دار اُس کی تردید کر دے تو فرض کفایہ ادا ہو جائے گا اور سب گناہ گار ہونے سے بچ جائیں گے۔ تو ہم نے کہا کہ تمہارے دور میں یہ بات ہو، ٹھیک نہیں۔ چنانچہ ضیاء الحق مرحوم نے اُس جج کو فارغ کر دیا۔'' [ذخیرۃ الجنان:۱۴/۲۴،۲۵]

چند کتب جن میں رجم کی سزا کا بغیر کسی نکیر کے ذکر ہے:

رجم کا مسئلہ صرف فقہاء ہی ذکر نہیں کرتے بلکہ مفسرین محدثین مؤرخین صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سب ہی اس کو ذکر کرتے ہیں ذیل میں نہایت عجلت سے دیکھی جانے والی کچھ کتابوں کے حوالہ جات دیئے جاتے ہیں تا کہ پتہ چلے کہ آنحضرت ﷺ سے رجم کا ثبوت قطعی ہے، خلافتِ راشدہ کے دور میں اس کا نفاذ رہا، خلافتِ راشدہ کے بعد بھی امتِ مسلمہ اس کو مانتی رہی اور کبھی اس میں اختلاف نہ ہوا۔ اکثر مصنفین کی تاریخ وفات بھی دی ہے تا کہ پتہ چلے کہ یہ مسئلہ ہر دور میں امت مسلمہ کے ہاں مسلم رہا ہے۔ اگر چہ ان میں بعض ایسے مصنف ہیں جو کسی مسئلہ میں تفرد رکھتے ہیں مگر رجم کے بارے میں ان کا بھی کوئی اختلاف نہیں۔

یاد رہے کہ جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں ان میں بھی بعض دوسرے مقامات پر رجم کا ذکر موجود ہے مثلاً کسی کتاب سے سورۃ النساء آیت ۱۵ کی تفسیر کا حوالہ دیا اور سورۃ المائدۃ آیت ۴۱ یا سورۃ النور آیت ۲ کی آیات کے تحت جو کچھ انہوں نے لکھا وہ نہ دیا جا سکا پھر بعض مصنفین کی ایک سے زیادہ کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں تا کہ یہ پتہ چلے کہ اس نے کسی اور کتاب میں بھی اس سے رجوع نہیں کیا۔ پہلے ان کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں، پھر ان شاء اللہ امت مسلمہ کے ساتھ رہنے کی ضرورت و اہمیت سمجھائی جائے گی۔

حوالہ جاتِ کتبِ تفسیر و اصولِ تفسیر:

[۱]......تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر ابن جریر طبریؒ:۴/۱۸۲تا۱۸۴ (مصنف: امام ابوجعفر **محمد بن جریر الطبریؒ المتوفی ۳۱۰ھ**)

[۲]......تفسیر احکام القرآن: ۲/۱۰۵ نیز:۳/۲۵۵ (مصنف: حجۃ الاسلام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاصؒ المتوفی ۳۷۰ھ)

[۳]......تفسیر احکام القرآن: ۲۹۰/۴، ۲۹۱ (امام فقیہ عماد الدین بن محمد طبری شافعیؒ المعروف بالکیا الھراسی المتوفی سنۃ ۵۰۴ھ)

[۴]......تفسیر معالم التنزیل مع الخازن: ۴۷/۵ (مصنف: ابو محمد الحسین بن مسعود البغویؒ صاحب کتاب المصابیح وشرح السنۃ ومعالم التنزیل المتوفی ۵۱۶ھ)

[۵]......تفسیر زاھدی: ۲۸۷/۱ طبع احسن العلوم کراچی سن طباعت ۱۴۲۴ھ (مصنف: شیخ ابونصر احمد بن حسن بخاریؒ سن تالیف ۵۱۹ھ)

[۶]......تفسیر احکام القرآن: ۳۵۸/۱، ۱۳۲۶/۳ (مصنف: ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربیؒ المتوفی ۵۴۳ھ)

[۷]......تفسیر کشاف: ۴۷/۳ (مکمل نام: الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التأویل، مصنف: ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی المتوفی ۵۳۸ھ)

[۸]......تفسیر زاد المسیر: ۳۵/۲ نیز: ۶/۵ تا ۷ (مصنف: امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی المتوفی ۵۹۶ھ)

[۹]......الجامع لاحکام القرآن یعنی تفسیر قرطبی: ۸۴/۵، ۸۵ نیز ۱۵۹/۱۲ (مصنف: ابوعبداللہ محمد الانصاری القرطبیؒ المتوفی ۶۷۱ھ)

[۱۰]......مدارک التنزیل وحقائق التأویل المعروف تفسیر نسفی ۳۳۵/۱، ۳۳۶، نیز ۳۱۳/۳ (مصنف: علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد ابن محمود النسفیؒ المتوفی ۷۰۱ھ)

[۱۱]......لباب التأویل فی معانی التنزیل المعروف بالخازن (مصنف: علاءالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادالصوفی المعروف بالخازن المتوفی ۷۲۵ھ) ج ا ص ۳۳۵، ۳۳۶، نیز: ۳۱۳/۳۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: اجمع العلماء علی جلد البکر الزانی مائۃ ورجم المحصن [خازن: ۳۳۶/۱]

[۱۲]......تفسیر ابن کثیر: ۳۱۳/۳ (مصنف: حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیرؒ المتوفی ۷۷۴ھ)

[۱۳]......کتاب التسھیل لعلوم التنزیل: ۱۳۴/۱ نیز: ۵۸/۳ (مصنف: الشیخ الامام محمد بن احمد بن جُزَیّ الکلبی الغرناطی الاندلسی المتوفی ۷۹۲)

[۱۴]......البرھان فی علوم القرآن: ۳۲/۲ (مصنف: امام بدرالدین الزرکشیؒ المتوفی ۷۹۴ھ)

[۱۵]......تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ص ۱۵۴ رجم محصن کا بیان اور ص ۲۱۶ میں بکر کا ذکر (جامع: مجد الدین فیروز آبادیؒ صاحب قاموس المتوفی ۸۱۷ھ)

[۱۶]......تفسیر الدر المنثور: ۴۵۴/۱ تا ۴۵۷ (مصنف: امام عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ)

[۱۷]......تفسیر الجلالین ص ۱۰۱ نیز ص ۴۵۷ (مصنف: علامہ جلال الدین محمد ابن احمد المحلی الشافعیؒ وعلامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ)

[۱۸]......الاکلیل فی استنباط التنزیل ص۶۴، ص۱۵۸ (مصنف: امام جلال الدین السیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ)

[۱۹]......الاتقان فی علوم القرآن: ۳۲/۲، ۳۴، ۳۵ (مصنف: امام جلال الدین السیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ)

[۲۰]......تفسیر ابی السعود المسمی ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم: ۱۵۵/۲ نیز: ۱۵۶/۶ (مصنف: قاضی القضاۃ امام ابوالسعود محمد بن محمد العمادی المتوفی ۹۵۱ھ)

[۲۱]......تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان المعروف تفسیر نیسابوری: ۲۰۴/۴ (مصنف: علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوریؒ)

[۲۲]......الفتوحات الالٰھیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیۃ: ۳۶۵/۱ نیز: ۲۰۶/۳، ۲۰۷ (مصنف: شیخ سلیمان بن عمر الشافعی الشہیر بالجمل المتوفی ۱۲۰۴ھ)

[۲۳]......تفسیر مظہری [مترجم اردو]: ۳۵۵/۲ نیز: ۱۵۶/۸ (مصنف: قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ المتوفی ۱۲۲۵ھ)

[۲۴]......حاشیۃ الصاوی علی الجلالین: ۲۰۹/۱ سورۃ النساء: ۱۲۷/۳ (شیخ احمد الصاوی المالکی اس کی ج۴ ص ۳۷۷ میں ہے کہ اس حاشیہ سے ۱۲۲۸ھ کو فراغت ہوئی)

[۲۵]......تفسیر فتح القدیر: ۴۳۸/۱ (مصنف: محمد بن علی بن محمد الشوکانیؒ المتوفی ۱۲۵۰ھ)

[۲۶]......تفسیر روح المعانی: ۲۳۵/۴، ج۱۸ ص ۷۸، ۷۹ (مصنف: علامہ شہاب الدین سید محمود الوسی بغدادیؒ المتوفی ۱۲۷۰ھ)

[۲۷]......التفسیرات الاحمدیہ ص ۲۴۱، ۲۴۲ نیز ص ۵۴۱، ۵۴۲ (مصنف: شیخ احمد المدعو ملاجیون موصوف اس کتاب کی تصحیح سے ۱۰۷۵ھ کو فارغ ہوئے جب ان کی عمر ۲۷ برس کی تھی)

[۲۸]......تفسیر القاسمی المسمی محاسن التأویل: ۶۴/۵ نیز ۱۱۶/۱۲ (مصنف: الشیخ محمد جمال الدین القاسمیؒ المتوفی ۱۳۳۲ھ)

[۲۹]......تفسیر تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان: ۳۷/۲ نیز ۳۸۸/۵ (مصنف: شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدیؒ المتوفی ۱۳۷۶ھ)

[۳۰]......کتاب فی معرفۃ الناسخ والمنسوخ مع تنویر المقباس ص ۳۱۴ (مصنف: ابوعبداللہ محمد بن حزمؒ)

[۳۱]......التفسیر الواضح: ۱۵۶/۱......۹۹/۲ سورۃ النور (مصنف: الدکتور محمد محمود حجازی جامعۃ الازہر کلیۃ اصول الدین)

[۳۲]......تفسیر المراغی (مصنف: شیخ احمد مصطفٰی المراغی) الجزء الرابع ص ۲۰۶ میں لکھتے ہیں کہ سورۃ النساء آیت ۱۵ میں ’’سبیل‘‘ مجمل تھا حدیث نے اس کو بیان کردیا اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ آیت کریمہ عام تھی حدیث نے اس کو خاص کردیا۔

[۳۳]......تفسیر المنار: ۴۳۶/۴ (مصنف: محمد رشید رضا مصری)

[۳۴]......تفسیر الجواھر :۱۴/۱۲ (مصنف: شیخ طنطاوی جوھری مصری)

[۳۵]......مناھل العرفان فی علوم القرآن :۱۶۰/۲ (مصنف: شیخ محمد عبدالعظیم الزرقانی)

[۳۶]......مباحث فی علوم القرآن ص:۲۴۴ (مصنف: شیخ مناع القطان)

[۳۷]......خصائص السور والآیات المدنیة ص۳۷۹ تا ۳۸۱ (مصنف: دکتور عادل محمد صالح ابوالعلا)

[۳۸]......ر فی ظلال القرآن:۵۹۳/۱، ۵۹۴ (مصنف: سید قطب)

وھو یقول فیہ وقد ورد عن السنة العملیة فی حادیث ماعز والغامدیة کما ورد فی صحیح مسلم ان النبی ﷺ رجمھما ولم یجلدھما وکذلک فی حادث الیھودی والیھودیة اللذین حکم فی قضیتھما فقضی برجمھما ولم یجلدھما فدلت سنته العملیة علی ان ھذا ھو الحکم الاخیر نیز دیکھئے **فی ظلال القرآن**:۲۴۸۷/۴۔

[۳۹]......تفسیر آیات الاحکام:۱۹/۲ تا ۳۱ (مصنف: شیخ محمد علی الصابونی)

[۴۰]......صفوة التفاسیر :۸۷/۲ نیز: ۷/۱۰ (مصنف: شیخ محمد علی الصابونی)

[۴۱]......تفسیر اضواء البیان سورة النساء:۲۷۶/۱، (اس میں سورة آل عمران کی آیت ۲۳ سے بھی شریعت اسلامیہ میں رجم کے ہونے پر قرآن سے استدلال موجود ہے) نیز دیکھئے ج ۷ ص ۵ تا ص ۱۷ (مصنف: شیخ محمد امین الشنقیطیؒ)

[۴۲]......مختصر تفسیر ابن کثیر:۳۶۶/۱......۵۱۸/۱......۵۸۰/۲، ۵۸۱ (اختصار: شیخ محمد علی الصابونی)

[۴۳]......تفسیر ابن عباس ومرویاتہ من کتب السنة ص ۲۱۱ تا ۲۱۵ (مصنف: الدکتور عبدالعزیز بن عبداللہ الحمیدی)

[۴۴]......تفسیر حقانی پارہ قد افلح ص ۲۲ (مصنف: مولانا عبدالحق حقانی دہلویؒ)

[۴۵]......تفسیر بیان القرآن:۱۰۱/۲ (مصنف: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ المتوفی ۱۳۶۲ھ)

[۴۶]......تفسیر عثمانی ص ۱۰۳ نیز ص ۴۶۶ (مصنف : شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ المتوفی ۱۹۴۹ھ ۱۳۶۹ھ)

[۴۷]......حواشی ترجمہ قرآن (من جانب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ المتوفی ۱۹۶۲ء) حاشیہ ص ۱۲۶

[۴۸]......تفسیر کشف الرحمٰن:۵۵۸/۲ (مصنف: سحبان الھند مولانا احمد سعید دہلویؒ)

[۴۹]......تفسیر معارف القرآن:۱۶۳/۲ (مصنف: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ المتوفی ۱۹۷۴ء)

[۵۰]......معارف القرآن:۳۳۷/۲ (مصنف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ المتوفی ۱۳۹۶ھ)

[۵۱]......تفسیر انوار البیان:۳۱۶/۶ (مصنف: حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنیؒ)

[۵۲]......تفسیر معالم العرفان:۶۹۵/۱۳ (مصنف استاذِ محترم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ المتوفی ۲۰۰۸ء)

[۵۳]......تفسیر ذخیرة الجنان:۲۴/۱۴، ۲۵ (استاذِ محترم امام اہل سنت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ المتوفی ۹ رجمادی الاولی ۱۴۳۰ھ/۵ مئی ۲۰۰۹ء)

حوالہ جات کتبِ حدیث وشروحِ حدیث:

[۱] مسندامام اعظمؒ ص ۱۵۷تاص ۱۶۱(امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ، ولادت سنہ ۸۰ھ وفات سنہ ۱۵۰ھ)

[۲] کتاب الآثار طبع مکتبہ امدادیہ ملتان ص ۱۴۷(تالیف امام اعظم ابوحنیفہؒ المتوفی ۱۵۰ بروایۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانیؒ)

[۳] موطاامام مالک ج۲ص ۸۱۹تا۸۲۴طبع بیروت(مصنف:ابوعبداللہ مالک بن انس الاصبحیؒ المتوفی ۱۷۹ھ)

[۴] کتاب الخراج ص ۱۷۵تا ۱۷۷طبع مصر(مصنف :امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیمؒ المتوفی ۱۸۲، صاحب الامام ابی حنیفہؒ۔قاضی صاحبؒ نے اس کتاب کوامیر المؤمنین ہارون الرشیدؒ کے کہنے سے لکھا تھا)

[۵] موطاامام محمد ص ۲۴۱،۲۴۲(یعنی موطاامام مالک بروایۃ الامام ابی عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانیؒ المتوفی ۱۸۹ھ)

[۶] مسند امام شافعی مع کتاب الام ج۸ص ۵۱۸طبع دار الفکر (مصنف:ابوعبد اللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ المتوفی ۲۰۴ھ)

[۷] مسندامام احمد ج ۱ص ۶۱(مصنف:ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المتوفی ۲۴۱ھ)

[۸] مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷تاص ۹۰(تصنیف امام ابوبکر بن ابی شیبہ الکوفی العبسیؒ المتوفی ۲۳۵ھ)

[۹] دارمی شریف ص ۵۶۷تاص ۵۷۸(مصنف:ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمیؒ المتوفی ۲۵۵ھ)

[۱۰] صحیح بخاری:۱۰۱۶/۲،نیز:۱۰۰۶/۲تا۱۰۱۴(مصنف:ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ(المتوفی ۲۵۶ھ)

[۱۱] صحیح مسلم:باب ۶......۵۹/۲،۶۵/۲تاص ۷۰(مصنف:ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ،المتوفی ۲۶۱ھ)

[۱۲] اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان: ۴۱/۲نیزص ۴۶تا۴۹(شیخ محمد فؤادعبدالباقی)

[۱۳] تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار ص ۱۴۰طبع مطبع منشی نول کشور لکھنو(بخاری مسلم کی قولی احادیث کا مجموعہ تصنیف شیخ رضی الدین حسن بن حسن صغانیؒ)

[۱۴] سنن ابوداودؒ ج۲ص ۲۵۸تا ۲۶۶ (مصنف:ابوداودسلیمان بن الاشعث السجستانیؒ المتوفی ۲۷۵ھ،)تصحیح شیخ الہند حضرت مولانامحمود حسن دیوبندیؒ المتوفی ۱۳۳۹ھ

[۱۵] سنن النسائی ج۸ص ۱۳(مصنف:ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ المتوفی ۳۰۳ھ)

[۱۶] سنن ترمذی طبع مکتبہ رشیدیہ دہلی ج ۱ص ۱۷۱تا ۱۷۵ (مصنف:ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذیؒ المتوفی ۲۷۹)

[۱۷] سنن ابن ماجہ ج۲ص ۸۵۲تا۸۵۶(مصنف:ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینیؒ المتوفی ۲۷۳ھ)

[۱۸] البحر الزخار المعروف بمسند البزار ج ۱ص ۳۰۰حدیث ۱۹۴(مصنف امام ابوبکراحمد بن عمرو بن عبد الخالق العتکی البزارؒ المتوفی ۲۹۲ھ)

[۱۹] تھذیب الآثار ج۲ص ۱۳۹،۱۴۰(محمد بن جریر طبریؒ المتوفی ۳۱۰ھ)

[۲۰] شرح معانی الآثار ج۴ص۱۴۱تا۱۴۴(مصنف:احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی الحنفیؒ المتوفی ۳۲۱ھ)

[۲۱] معالم السنن علی سنن ابی داود ج۴ص۵۶۸تاص۶۰۷(مصنف:امام ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب البستی الخطابیؒ المتوفی ۳۸۸ھ)

[۲۲] حلیة الاولیاء ج۹ص۱۵(مصنف:ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانیؒ المتوفی ۴۳۰ھ)

[۲۳] سنن کبری بیہقی ج۸ص۲۰۹تاص۲۴۹(مصنف:امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقیؒ المتوفی ۴۵۸ھ)

[۲۴] مختصر سنن ابی داود للحافظ المنذری ج۵ص۲۴۰تاص۲۷۰(امام عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ المتوفی ۶۵۶ھ)

[۲۵] وتھذیب الامام ابن قیم الجوزیة (ایضاً) (شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر الدمشقی المتوفی ۷۵۱ھ)

[۲۶] مسند ابی یعلی (مصنف:شیخ الاسلام بویعلی احمد بن علی الموصلیؒ المتوفی ۳۰۷ھ) اس کے کچھ حوالہ جات درج ذیل ہیں: مسند ابی یعلی:۱/۵۱،۵۲ حدیث۳۶،۳۷ ص۱۰۴حدیث ۱۴۱ص ۱۰۶حدیث۱۴۶ ص ۱۰۹حدیث۲۸۵...... نیز دیکھئے :۳۶۴/۲حدیث۱۹۲۴ ص۲۷ حدیث ۱۲۱۰ ص۳۹۴حدیث۲۰۲۸ ص ۴۲۷حدیث۲۱۳۳...... نیز دیکھئے: ۹۳/۳ حدیث۲۵۷۳...... نیز دیکھئے: ۱۸۹/۴حدیث۴۱۹۹ص۱۹۰ حدیث ۴۲۰۰ص۳۲۳ حدیث ۴۵۶۹...... نیز دیکھئے:۹/۵۷حدیث۵۱۲۶ص۱۰۰حدیث۵۱۸۰ص۴۲۰حدیث۶۱۱۴...... نیز دیکھئے:۴۶۲/۶،حدیث۳۹۴۷،ص۴۴۷،حدیث۳۵۳۷،ص۴۶۸،حدیث☆۴۱۲۷،ص۴۷۰ حدیث ۴۱۷۷،ص۴۷۵،حدیث۴۳۳۷۔

[۲۷] المحلی ج۱۱ص۲۲۹تاص۲۴۵ (امام ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزمؒ المتوفی ۴۵۶ھ)

[۲۸] المعتصر من المختصر من مشکل الآثار ج۲ص۱۲۸تا۱۳۰(تلخیص القاضی ابوالمحاسن یوسف بن موسیٰ الحنفیؒ من مختصر القاضی ابی الولید الباجی المالکیؒ المتوفی ۴۷۴ھ من کتاب مشکل الآثار للامام الطحاویؒ المتوفی ۳۲۱ھ)

[۲۹] شرح السنة ج۱۰ص۲۷۳تا۳۰۲(مصنف:ابومحمد الحسین بن مسعود البغویؒ صاحب کتاب مصابیح السنة وشرح السنة ومعالم التنزیل المتوفی ۵۱۶ھ)

[۳۰] جامع الاصول ج۳ص۴۹۴تا۵۴۸ (الامام مجد الدین ابوالسعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزریؒ المتوفی ۶۰۶ھ)

[۳۱] الترغیب والترھیب ج۳ص۲۷۰،۲۷۱(امام عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری المتوفی ۶۵۶ھ)

[۳۲] اربعین نووی المتوفی ۶۷۶ھ حدیث ۱۴ . مع شرحہ ص۴۸ تا ۵۰ (شارح: امام ابن دقیق الدینؒ المتوفی ۷۰۲ھ)

[۳۳] **منتقی الاخبار** ج۲ص۴۰۷تا۱۶۱۷(مصنف: ابوالبرکات مجدالدین عبدالسلام بن عبداللہ الحرانی المعروف بابن تیمیہ المتوفی ۶۵۲ھ موصوف شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے جدامجد ہیں)

[۳۴] **الالمام باحادیث الاحکام** ص۴۶۶تاص۴۷۴(مصنف:الامام القاضی تقی الدین ابوالفتح محمد بن علی بن وھب المصری القشیری رحمہ اللہ تعالیٰ المعروف بابن دقیق العید المتوفی ۷۰۲ھ)

[۳۵] **مشکوۃ المصابیح** ص۲۹۹نیز۳۰۹تا۳۱۱(مصنف:ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمہ اللہ تعالیٰ اکمل کتابہ ۷۳۷ھ)

[۳۶] **تحفۃ الاشراف** ج۷ص۱۴۳حدیث رقم ۹۵۶۷(مصنف:امام المحدثین حافظ جمال الدین یوسف المزی المتوفی ۷۴۳ھ)

[۳۷] **نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ** ج۳ص۳۰۶تاص۳۳۳نماز جنازہ کا بھی ذکر ہے(مصنف:علامہ جمال الدین ابومحمد عبد اللہ بن یوسف الحنفی الزیلعی المتوفی ۷۶۲ھ)

[۳۸] **زادالمعاد** ج۱ص۵۱۵تا۵۱۷نیز ج۵ص۲۹ تا۳۵ (شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر الدمشقی المعروف حافظ ابن القیم المتوفی ۷۵۱ھ)

[۳۹] **الکواکب الدراری شرح صحیح البخاری** ج۲۳ص۲۰۱تا۲۲۰(مصنف:علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی الکرمانی المتوفی ۷۸۶ھ)

[۴۰] **جامع العلوم والحکم شرح الاربعین للنووی** ص۱۰۶تا۱۱۳ (شارح زین الدین عبدالرحمٰن بن شہاب الدین ابن احمد بن رجب الحنبلی البغدادی من علماء القرن الثامن الھجری)

[۴۱] **مجمع الزوائد** ج۶ص۲۵۲تا۲۷۳ (مصنف:حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الھشمی المتوفی ۸۰۷ھ)

[۴۲] **فتح الباری شرح بخاری** ج۱۲ص۱۱۷تا۱۳۷نیزص۲۰۱(شارح امام حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ)

[۴۳] **عمدۃ القاری** ج۲۳ص۲۹۰،۲۹۵ج۲۴ص۲تاص۱۵،ص۳۹،۴۰(شارح:امام بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی المتوفی ۸۵۵ھ)

[۴۴] **تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالک** ج۳ص۳۸تاص۴۴(شارح امام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

[۴۵] **ارشاد الساری شرح بخاری** ج۱۰ص۸تا۳۰(علامہ شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی صاحب المواھب اللدنیۃ المتوفی ۹۲۳ھ)

[۴۶] **الزواجر عن اقتراف الکبائر** ج۲ص۱۳۱تا۱۳۴(علامہ ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الھیتمی المتوفی ۹۷۴ھ)

[۴۷] کنز العمال ج۱ص۸۷، نیز ج۵ص۳۳۴ (مصنف: علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہانفوریؒ المتوفی ۹۷۵)

[۴۸] شرح زرقانی علی المؤطا: ۴/۱۳۵ تا ۱۵۰ (امام محمد الزرقانیؒ ۱۱۱۲ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے)

[۴۹] سبل السلام شرح بلوغ المرام ج۱ص۵ تاص۱۲ (شیخ محمد بن اسماعیل المعروف امیر یمانیؒ المتوفی ۱۱۸۲ھ)

[۵۰] نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ج۷ کتاب الحدود ص۸۶ تا۱۲۴ (محمد بن علی بن محمد الشوکانیؒ المتوفی ۱۲۵۰ھ)

[۵۱] مظاہر حق شرح مشکوۃ ج۳ س۲۹۰ تا۳۰۱ (نواب قطب الدینؒ)

[۵۲] حاشیہ بخاری از حضرت حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ المتوفی ۱۲۹۷ھ

حضرت نانوتویؒ [علامہ کرمانی کی شرح الکواکب الدراری ج۲۳ص۲۰۵، ۲۰۶ سے] لکھتے ہیں: فان قلت ما باله لم ينفتع بالتوبة وهي مسقطة للاثم واصر على الاقرار واختار الرجم قلت سقوط الاثم بالحد متيقن لا سيما اذا كان بامره ﷺ واما التوبة فيخاف ان لا تكون نصوحا فاراد حصول البراءة يقينا ۱۲ک (حاشیہ بخاری ج۲ص۱۰۰۷) یاد رہے کہ بخاری شریف کے آخری کم از کم تین پاروں کا حاشیہ حضرت نانوتویؒ کے قلم سے ہے۔

[۵۳] الکوکب الدری علی جامع الترمذی ج۲ص۳۷۳ تا ۳۸۰ (مجموعہ دروس علامہ رشید احمد گنگوہیؒ المتوفی ۱۳۲۳ھ)

[۵۴] بذل المجهود فی حل سنن ابی داود ج۱۳۸۵ تا تا۱۵۴ (مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ المتوفی ۱۳۴۶ھ)

[۵۵] فیض الباری ج۴ص۴۴۸ تا۴۵۴ (تقریر بخاری علامہ انور شاہ کشمیریؒ المتوفی ۱۳۵۲ھ)

[۵۶] العرف الشذی مع سنن الترمذی طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ص۱۷۲ تاص۱۸۰ (تقریر ترمذی علامہ انور شاہ کشمیری المتوفی ۱۳۵۲ھ)

[۵۷] تحریرات حدیث ص۴۷۲ تا۴۷۵ (مولانا حسین علی صاحبؒ متوفی ۱۳۶۲ھ)

[۵۸] التاج الجامع للاصول ج۳ص۲۳ تا۲۷ (الشیخ منصور علی ناصف)

[۵۹] فتح المبدئ ج۳ص ۳۴۹. (فتح المبدئ شرح مختصر الزبیدی لشیخ الاسلام عبداللہ بن حجازی الشرقاویؒ المتوفی ۱۲۲۶ھ)

[۶۰] الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار ص۳۰۱ ص۳۰۵ (امام ابوبکر محمد بن موسیٰ الحازمی الھمدانیؒ المتوفی ۵۸۵)

عبارات کتبِ فقہ حنفی:

[۱] عرب وعجم میں اسلامی عقیدے کے مقبول ترین متن ''عقیدہ طحاویہ'' کے مصنف امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاویؒ متوفی ۳۲۱ھ اپنے فقہ کے متن میں لکھتے ہیں: **واذا زنا المحصن والمحصنة رجما حتى يموتا ثم غسلا و كفنا و صلى عليهما و دفنا ولا جلد عليهما مع ذلك.**

[مختصر الطحاوی ص:۲۶۲ مطبعہ دار الکتاب العربی قاہرہ)]

[۲] امام ابوحسین احمد بن محمد البغدادی الحنفیؒ المعروف بالقدوری المتوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں:

فإن كان الزاني محصنا رجمه بالحجارة حتى يموت...... ولا يجمع في المحصن بين الجلد والرجم ولا يجمع في البكر بين الجلد والنفي إلا أن يرى الإمام ذلك مصلحة فيغربه على قدر ما يراه (مختصر القدوری مع حاشیہ مولانا غلام مصطفیٰ سندی ص۲۱۰،۲۱۱ نیز قدوری مع حاشیہ التنقیح الضروری مطبع مجتبائی دہلی ص۲۱۴،۲۱۵)

[۳] **تحفة الفقهاء:** ۳/۲۱۵. [علاء الدین السمرقندیؒ المتوفی ۵۳۹ھ]

[۴] **بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع:** ۷/۳۳. [علامہ کاسانیؒ المتوفی ۵۸۷ھ]

[۵] شیخ الاسلام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی (المتوفی ۵۹۳ھ) فرماتے ہیں: ''**وإذا وجب الحد وكان الزاني محصنا رجمه بالحجارة حتى يموت لأنه عليه السلام رجم ماعزا وقد أحصن، وقال في الحديث المعروف وزنا بعد الاحصان وعلى هذا اجماع الصحابة.** [ہدایہ: ۲/۵۰۹]

[۶] **فتح القدير:** ج۵ ص۲۲۳ تا ۲۲۵۔ (ابن الهمام الحنفیؒ المتوفی ۶۸۱ھ

[۷] عنایہ شرح ھدایہ ج۵ ص۲۲۳ تا ۲۲۵ (امام اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی المتوفی ۷۸۶ھ)

[۸] حاشیۃ **المحقق سعد الله بن عيسى المفتي الشهير بسعد** چلپی وسعدی آفندی المتوفی ۹۴۵ھ مع العنایۃ وفتح القدیر ج۵ ص۲۲۵

[۹] امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفیؒ متوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں: **فان كان محصنا رجمه في فضاء حتى يموت ...... ولا يجمع بين جلد ورجم وجلد ونفي ولو غرب بما يرى صح** (کنز الدقائق مع حاشیہ کنوز الحقائق ص۱۸۱ بقلم مولانا محمد احسن صدیقی نانوتویؒ ومولانا حبیب الرحمٰنؒ مہتمم دار العلوم دیوبند)

[۱۰] **الجوهرة النيرة** ج۲ ص۲۳۹ (شیخ الاسلام ابوبکر بن علی بن محمد الحدادالیمنیؒ المتوفی ۸۰۰ھ)

[۱۱] **فتاوى بزازيه مع الفتاوى الهنديه** ج۶ ص۴۲۸ (**وهي المسماة بالجامع الوجيز للشيخ الامام** حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن بزاز الکردی الحنفیؒ المتوفی ۸۲۷ھ)

[۱۲] **البحر الرائق** شرح کنز الدقائق ج۵ ص۸ (علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفی المتوفی ۹۷۰ھ)

[۱۳] **تنوير الابصار** مع الدر المختار ج۱ ص۳۱۶ طبع ایچ ایم سعید کراچی (شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ التمر تاشی الحنفی

التوفی ۱۰۰۴ھ)

[۱۴] **شرح نقایہ** ج۲ص۱۷۱،۳۷۲،۲۷۳طبع ایچ ایم سعید کراچی (ملاعلی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ)

[۱۵] شرح الیاس برنقایہ مع حواشی ج۴ص۱۱۳،۱۱۴(مطبع نول کشورلاہور)

[۱۶] فتاوی ہندیہ المعروف فتاوی عالمگیری ج۲ص۱۴۵

[۱۷] **الدر المختار** ج۱ص۳۱۶طبع ایچ ایم سعید کراچی (علامہ حصکفی ؒ التوفی ۱۰۸۸ھ)

[۱۸] ردالمحتار ج۴ص۱۰طبع مصر(علامہ محمد امین بن عابدین الشامی التوفی ۱۲۵۲ھ)

عبارات کتبِ فقہ مالکی:

[۱] فقہ مالکی کی مرکزی اور قدیم کتاب المدونۃ الکبری کتاب الرجم ج۴ص۳۹۷ (امام سحنون بن سعید بن حبیب التنوخی التوفی ۲۴۰ھ)

[۲] **ارشاد السالک**(شیخ شہاب الدین بغدادی مالکیؒ) مع شرحہ اسہل المدارک ج۳ص۱۶۲تا۱۶۵

[۳] **اسهل المدارک شرح ارشاد السالک** ج۳ص۱۶۲تا۱۶۵(شیخ ابوبکر بن حسن الکشناوی)

عبارات کتبِ فقہ شافعی:

[۱] کتاب الام ج۶ص۱۳۳ (ابوعبداللہ امام محمد بن ادریس الشافعیؒ التوفی ۲۰۴ھ)

[۱] **مختصر المزنی** مع کتاب الام:۳۶۸/۸ (امام ابوابراہیم اسماعیل بن یحی المزنی امام شافعیؒ کے تلمیذ)

[۳] **المهذب** ج۲ص۲۶۶(الامام ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الفیر وزآبادی الشیر ازیؒ التوفی ۴۷۶ھ)

[۴] **تکملة المجموع شرح المهذب**:۲۰/۷(المجموع کے مؤلف: امام نوویؒ،التوفی ۶۷۶ھ)

[۵] المنهاج مع مغنی المحتاج:۱۴۹/۴۔(امام نووی شافعیؒ التوفی ۶۷۶ھ)

[۶]مغنی المحتاج:۱۴۶/۴تا۱۴۹اشرح المنهاج (شمس الدین محمد بن احمد الشربینی الخطیب التوفی ۹۵۷ھ)

[۷] **عمدة السالک وعدة الناسک** ص۳۶۶(شہاب الدین ابوالعباس احمد بن النقیب المصری التوفی ۷۶۹ھ)

[۸] قرۃ العین وشرحہ فتح المعین مع حاشیہ ترشیح المستفیدین ص۳۸۱،اورمع اعانۃ الطالبین:۱۴۶/۴ (**قرة العین** فقہ شافعی کا بہت مستند متن ہے جس کے مصنف شیخ زین الدین ملیباریؒ ہندوستان مالابار کے تھے انہوں نے اس کتاب کو ۹۸۲ھ میں لکھا (نزھۃ الخواطر:۱۰۶/۴) پھراس کی شرح لکھی جس کا نام ہے:**فتح المعین** ۔علامہ ابو بکر المشہو رالسید البکریؒ نے اس پر چار جلدوں میں حاشیہ لکھا **اعانة الطالبین**،یہ حاشیہ ۱۳۰۰ھ میں مکمل ہوا۔دوسرا حاشیہ سید علوی بن احمد السقاف کا ہے وہ ایک جلد میں ہے اس کا نام ہے **ترشیخ المستفیدین**۔

[۹] **المنهج وشرح المنهج** مع حاشیۃ الجمل ج۵ص۱۳۱ **(المنهج لشیخ الاسلام زکریا الانصاری**

والحاشية للشيخ سليمان الجمل ۱۱۸۴ھ میں یہ حاشیہ مکمل ہوا)

[۱۰] بجيرمي على الخطيب ج۴ص۱۴۳ (حاشية الشيخ سليمان البجيرمي المسماة بتحفة الحبيب على شرح الخطيب المعروف بالاقناع في حل الفاظ ابي شجاع)

عبارات کتبِ فقہ حنبلی:

[۱] مختصر الخرقی مع المغنی ج۱۰ص۱۲۰(امام ابو القاسم الخرقی المتوفی ۳۳۴ھ)

[۲] مغنی ابن قدامہ ج۱۰ص۱۲۰تا۱۲۴(امام موفق الدین ابن قدامہؒ المتوفی ۶۲۰ھ)

[۳] مقنع مع الشافی ج۱۰ص۱۵۵(امام موفق الدین ابن قدامہؒ المتوفی ۶۲۰ھ)

[۴] الشافی لابن قدامہ ج۱۰ص۱۵۵تا۱۵۸(شمس الدین ابن قدامہ۶۸۲ھ)

[۵] عمدۃ الفقہ ص۱۴۰(امام موفق الدین ابن قدامہؒ المتوفی ۶۲۰ھ)

[۶] زاد المستقنع مختصر المقنع (علامہ شرف الدین حجاویؒ متوفی ۹۶۰ھ) مع شرح الروض المربع[۳۴۶/۲]

[۷] الروض المربع شرح زاد المستقنع ج۲ص۳۴۶(علامہ منصور بن یونس بہوتیؒ المتوفی ۱۰۵۱ھ)

[۸] الفتاوی الکبری (ابوالعباس احمد ابن تیمیہؒ المتوفی ۷۲۸ھ)

کتب فقہ عام واخلاق وتصوف:

[۱] بداية المجتهد ج۲ص۴۳۴تا۴۳۸(امام محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد القرطبیؒ المتوفی ۵۹۵ھ)

[۲] الفقه على المذاهب الاربعة (الشیخ عبدالرحمٰن الجزیریؒ ج۵ص۵۱)

[۳] العقوبة ص۱۰۸تاص۱۱۴(محمد ابی زہرۃ)

[۴] احیاء العلوم ج۲ص۳۱۱ (امام محمد بن محمد الغزالیؒ المتوفی ۵۰۵ھ)

کتبِ تاریخ:

[۱] تاریخ بغداد ج۲ص۳۳۷. (حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ)

[۲] ☆اسد الغابۃ ج۴ص۲۷۰،۲۷۱نیز ج۵ص۶۴۲ (عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن الاثیر الجزری المتوفی ۶۳۰ھ)

[۳] البداية والنهاية ج۳ص۱۷۹(امام حافظ ابن کثیرؒ المتوفی ۷۷۴ھ)

[۵] (الاصابۃ ج۳ص۳۳۷،ج۴ص۱۵۶ (حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ)

[۳] تاریخ الخلفاء ص۶۵فصل فیما روی عنہ من الحدیث المسند حدیث ۳۸من ذکر الصدیقؓ (امام سیوطیؒ،۹۱۱ھ)

فائدہ: اسد الغابۃ کے بالکل آخر میں ج۵ص۶۴۲ میں غامدیہ کے حالات ہیں بار بار آئی حتیٰ کہ بچہ دودھ چھوڑ گیا تو اس کو رجم کیا گیا ہر مرتبہ خود آئی ہے سزا خالد نے برا کہا تو فرمایا: مه فوا الذی نفسی بيده لقد تابت توبة لوتابها صاحب مكس لغفر له فصلى عليها ودفنت أخرجها أبو موسى. والله اعلم ☆☆

احسن خدامی

مشاہدات بجواب شواہدات

......قسط ۹......

خود ساختہ اصطلاحات اور مبہم الفاظ و تعبیرات کے پردے میں بڑی سے بڑی گمراہی کو بے ضرر سی بات بنا کر پیش کرنا غامدیت کے اُصولِ تبلیغ کی بنیاد ہے، جو غامدی اِس فن میں جتنا طاق ہے، وہ اپنی غامدیت میں اُتنا ہی کامل ہے۔ بندہ کے عم زاد برادر جناب عمار خان ناصر صاحب یوں تو اِس فن کے امام و مجدد کہلانے کے حق دار ہیں، اپنا نظریہ مدلل و مبرہن طور پر پیش کر کے دوسروں سے منوالینا، اور خود اُس کا اقرار تک نہ کرنا، یہ اُن کے ہاتھ کی ادنیٰ کرامت ہے، جس ایک نمونہ اُن کے مقالہ جہاد میں دیکھا جاسکتا ہے کہ جس میں اُنہوں نے غامدی کا من و عن نظریہ پیش کیا ہے، لیکن کسی ایک جگہ بھی یہ صراحت نہیں کی کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ تاہم اُن کی بدقسمتی، کہ جوشِ جوانی اور اپنے قومی پس منظر کی وجہ سے جب وہ جذبات میں آتے ہیں تو کوئی نہ کوئی ایسی بات کہہ بیٹھتے ہیں جو غامدی اُصول کے مطابق کہنے کی نہیں ہوتی اور پھر انہیں بسا اوقات مہینوں یا سالوں اُس کی صفائیاں دینی پڑتی ہیں، مگر ؎ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

آج سے کئی سال پہلے جب بندہ کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے کا اپنا پوشیدہ عقیدہ ظاہر کر دیا تھا، اور بندہ نے اُن کے تحریر کردہ میسج عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب کو جا دکھائے تھے، تو جناب عمار خان ناصر صاحب نے بُری طرح جز بز اور آپے سے باہر ہو کر ایک میسج کے ذریعے بندہ کو خوب جلی کٹی سنائیں، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ:

> ''شرم نہیں آتی......؟ جس بات کو میں اتنے عرصے سے چھپائے بیٹھا تھا اسے اگلوا کر سب کے سامنے ظاہر کر دیا......!''

عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب سے متعلق ہم لوگ عرصے سے یہ کہتے آرہے ہیں کہ وہ جناب عمار خان ناصر کی ناجائز حمایت اور پشت پناہی کر رہے ہیں، اور اگر ان کی تائید و حمایت عمار صاحب کے سر پر نہ ہوتی، اور وہ قدم بقدم عمار خان صاحب کو ٹھکانہ اور کمک فراہم نہ کرتے، تو کبھی بھی یہ فتنہ اِس نوعیت تک نہ پہنچتا۔

بہت سے خوش فہم اور خوش عقیدہ حضرات ہمارے اِس موقف پر خفگی کا مظاہرہ کرتے تھے کہ عمار

بے شک گمراہ اور غلط ہے، مگر مولانا زاہدالراشدی صاحب نہ تو اُس کے ساتھ ہیں اور نہ اُس کی حمایت کرتے ہیں، خود عم محترم جناب مولانا زاہدالراشدی صاحب کا طرزِ عمل مسلسل یہ رہا کہ وہ ایک طرف عمار کی گمراہیوں کو پلیٹ فارم فراہم کر کے اُس کی تردید کے شرعی فریضے کو نظر انداز کرتے رہے، اُس کی گمراہ کن باتوں پر چپ سادھ رکھنے کے باوجود بارہا اُس کی حمایت میں قلم بکف مورچہ انداز ہوتے رہے، اور دوسری طرف مسلسل اہلِ علم اور متدین حضرات کے سامنے نجی محفلوں میں بڑے دردِ دل سے عمار کی بے راہ روی پر فکر مندی کا اظہار بھی فرماتے رہے۔ عمار خان صاحب کی اعلانیہ حمایت، اُن کے افکار کی سرِ عام اشاعت اور نجی محفلوں میں اُن کے بھٹک جانے پر فکر مندی، یہ دونوں متضاد کام بیک وقت اِس خوبی وصفائی سے جاری رہے کہ انہیں عم محترم جناب مولانا زاہدالراشدی صاحب کی ''کرامت'' قرار دینے کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ بندہ کی اِس بات کے گواہ ایک دو نہیں بہت سے حضرات ہیں اور سیاسی، تنظیمی، خاندانی مروتوں، بلند و بالا خوش فہمیوں، اور خود ساختہ مصلحتوں کی دھند چھٹے تو ان شاء اللہ العزیز وہ سب نہیں تو اُن میں سے کچھ حضرات تو ضرور یہ گواہی دیں گے کہ ''اشاعتِ خاص'' میں جناب عمار خان ناصر صاحب سے حق و باطل اور گمراہی کا کوئی بھی اختلاف نہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے عم محترم ذاتی مجلسوں کی تنہائی میں بڑے پرسوز اَنداز سے اُن کی گمراہی پر غم واندوہ کا اظہار فرماتے رہے ہیں......!!!

بات شاید دُور نکل گئی، عرض تو یہ کر رہا تھا کہ ہم لوگ جب اکابر علماء کے سامنے یہ عرض کرتے تھے کہ جناب مولانا زاہدالراشدی صاحب عمار خان صاحب کی حمایت کرتے ہیں، تو دوسری طرف سے یہ جواب سننے کو ملتے تھے کہ:

> ......''مولانا زاہدالراشدی صاحب مجبور ہیں، اُن کی عمار کے سامنے چلتی نہیں ہے''......''وہ خود اِس صورت حال سے بہت پریشان ہیں، کہہ رہے تھے کہ میری کوششوں سے عمار کافی حد تک ٹھیک ہوگیا ہے، آپ دعا کریں تو آہستہ آہستہ اور ٹھیک ہوجائے گا''......''وہ فرما رہے تھے کہ میں نے اِس لیے اُسے ساتھ ملا رکھا ہے کہ اگر اُسے علیحدہ کر دیا تو غامدیوں کے پاس ہی نہ چلا جائے (چلو میرے پاس رہ کر ہی غامدیت کی تبلیغ کرتا رہے)''......''وہ کہتے ہیں کہ میں اسے عمر عثمانی نہیں بنانا چاہتا''......وغیرہ وغیرہ

تب یہ سامنے کی بالکل سیدھی سی بات احباب کو سمجھانا مشکل ہوجاتا تھا کہ جب وہ علی الاعلان عمار خان صاحب کی حمایت بھی کر رہے ہیں اور اُن کے نظریات کی کھلم کھلا اشاعت بھی کر رہے ہیں، تو اُن کا نجی مجلس میں کسی کے سامنے فکر یا غم کا مظاہرہ کرنا کچھ بھی اہمیت و وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن اِسے ایک حادثہ کہیے یا حسن اِتفاق کہ حضرت اقدس حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے مکتوب گرامی کے جواب میں جہاں عمار خان صاحب نے اور بہت سی اَن کہنیاں کہی ہیں، وہیں نہ جانے بے خودی یا بے خیالی کے کس عالم میں وہ

خوب صراحت کے ساتھ یہ بات بھی بیان کر گئے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں، درحقیقت اپنے والد محترم کے ارشادات کی تعمیل میں اور اُن کے پرزور اِصرار پر ہی کر رہے ہیں، گویا کہ وہ اپنے والد گرامی کا عکس اور اُن کے خوابوں کی تعبیر ہیں۔ کاش کہ جناب عمار خان صاحب حضرت مفتی تقی صاحب کا یہ مکتوب اور اپنا جواب بھی اِسی طرح ''الشریعۃ'' میں سجا دیتے جیسا کہ ''الشریعۃ'' کی روایت کے مطابق باقی مکاتیب کو شائع کیا جاتا ہے، مگر وائے افسوس کہ اُن کا '' آزاد فورم'' اِن دونوں مکاتیب کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا نہ کر پایا، بہرحال، اُن کے مکتوب گرامی کے چند اقتباسات کو ملاحظہ فرمائیے! لکھتے ہیں:

[۱]......''میرے ''الشریعۃ'' سے وابستہ رہنے اور اُس کی ادارت کی ذمہ داری کے تسلسل کا فیصلہ بھی اصلاً میرا نہیں، بلکہ والدِ گرامی کا ہے۔ میں اِن آٹھ دس سالوں میں متعدد مواقع پر زبانی اور تحریری طور پر اُن سے یہ گذارش کر چکا ہوں کہ مجھے اِس ذمہ داری سے سبک دوش کر دیا جائے تا کہ اعتراضات وتنقیدات میں کچھ تو کمی آئے، لیکن والد گرامی اِس پر راضی نہیں ہوئے''۔[ص:۷]

[۲]......''اگر محض راقم الحروف کے ''الشریعۃ'' سے الگ ہو جانے سے والد گرامی کی شخصیت اور ''الشریعۃ'' کی پالیسی کے حوالے سے معترضین کے اعتراضات رفع ہو جاتے ہوں تو میں اِس سے پہلے بھی اِس کے لیے آمادہ تھا اور اَب بھی ایک لمحے کے توقف کے بغیر اِس کے لیے تیار ہوں، لیکن اگر میری حیثیت موجودہ سیٹ اپ میں والد گرامی کے طرزِ فکر میں اُن کے معاون کی ہے اور وہ خود اِس وابستگی کو قائم رکھنا مناسب اور باعث سہولت سمجھتے ہیں تو آپ ہی فرمائیے کہ کیا اِس صورت حال میں میرا اُن کا ساتھ چھوڑ کر ''الشریعۃ'' کی اِدارت سے دست بردار ہو جانا اَخلاقی طور پر کوئی مثبت یا قابل تحسین عمل ہوگا؟''

[۳]......'' آزادانہ بحث ومباحثہ کے حوالے سے ''الشریعۃ'' کی پالیسی یک طرفہ طور پر میری وضع کردہ نہیں، اِس کی بنیاد خود والد گرامی نے رکھی ہے، اور اُن کی طے کردہ اِس پالیسی کے تحت ہی میں بطور مدیر اِس میں اشاعت کے لیے مختلف علمی موضوعات اور بحثوں کا انتخاب کرتا ہوں''۔[ص:۷]

[۴]......''گذشتہ دس بارہ سال میں اِس ضمن میں مختلف اَطراف سے ہونے والی تنقیدات کے جواب میں ''الشریعۃ'' کی پالیسی کی وضاحت، اس کی ضرورت واہمیت، اور اِس حوالے سے مختلف اشکالات کے جوابات پر مشتمل دسیوں مفصل تحریریں بھی ''الشریعۃ'' کے صفحات پر میرے قلم سے نہیں، بلکہ والد گرامی ہی کے قلم سے نکلی ہیں، جن کا ایک انتخاب ''الشریعۃ'' کی حالیہ خصوصی اشاعت میں یکجا کر دیا گیا ہے۔''[ص:۷]

جناب عمار خان صاحب کی اِن تحریرات کو وہ محترم حضرات بار بار بغور ملاحظہ فرمائیں جو اَب تک بھی یہ فرماتے ہیں کہ عمار خان صاحب کی گمراہی کا جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کا حسنِ ظن اور عمار خان صاحب کی طرف سے اُس کا ازالہ:

دیگر بہت سے حضرات کی طرح حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا گمان بھی یہی تھا کہ عمار خان صاحب کی کجروی وگمراہی کے ساتھ حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب کا کوئی تعلق نہیں، اور وہ بلاقصور عمار خان صاحب کی وجہ سے آزمائش اور رگڑے میں آ رہے ہیں، چنانچہ حضرت مفتی تقی صاحب مدظلہ نے اپنے اِس خیال کا اِظہار اِن الفاظ میں کیا کہ:

''آپ کا تعلق ایک ایسے متصلب گھرانے سے ہے جس نے ہمیشہ جمہورِ اُمت کے اتباع کو اپنا شعار قرار دیا ہے، آپ کے جدّ امجد قدس سرہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، اور آپ کے والد گرامی کو میں اُمت کی قیمتی متاع سمجھتا ہوں، اور اُن کی شخصیت کے متنازع بننے کو اُمت کا عظیم نقصان۔ آپ کے اِس قسم کے اَفکار کی وجہ سے وہ جس قسم کی آزمائش میں مبتلا ہوگئے ہیں وہ کم از کم میرے لیے شدید تشویش کا باعث ہے، اُنہوں نے ہمیشہ جمہورِ اُمت کی نمائندگی فرمائی ہے، اور اَب بھی وہ جمہورِ اُمت سے شذوذ کے حق میں نہیں ہوسکتے، لیکن آپ کی وجہ سے لوگوں کو اُنھیں نشانہ بنانے کا موقع مل رہا ہے''۔

جناب عمار خان ناصر صاحب حضرت مفتی تقی صاحب مدظلہ کے اِس حسنِ ظن کو دور کرتے ہوئے جواباً فرماتے ہیں:

''والد گرامی سے متعلق مختلف حلقوں کی طرف سے گذشتہ چھ سات سال (اور بالخصوص حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی وفات کے بعد) سے جو مخالفانہ مہم جاری ہے، اُس میں بنیادی نکتۂ اعتراض میری ''الشریعہ'' سے وابستگی نہیں، بلکہ والد گرامی کا یہ طرزِ فکر ہے کہ وہ دوسرے مکاتبِ فکر اور اُن کی نمائندہ شخصیات کے طرزِ فکر کے حوالے سے نرم گوشہ رکھتے ہیں، اہل علم کے لیے جمہور سے مختلف آراء قائم کرنے کو اُن کا علمی حق اور اِس نوعیت کی آراء کو اُن کے ''علمی تفردات'' قرار دے کر اُن کے احترام کی بات کرتے ہیں، اہلِ سنت کے منہج سے منحرف گروہوں کی تکفیر وتضلیل کے بجائے حتی الامکان بحث ومکالمہ اور افہام و تفہیم کے ذریعے اُنھیں رجوع کا موقع دینے کو ترجیح دیتے ہیں، اجتماعی علمی وفکری اور عملی مسائل میں روایتی مذہبی فکر اور دورِ جدید کے غیر روایتی حلقہ ہائے فکر کے مابین باہمی استفادہ اور مکالمہ کے قائل ہیں، معاصر تناظر میں روایتی طور پر مسلمہ علمی تعبیرات سے اختلاف رکھنے والے حلقوں کے لیے بھی رائے دہی اور علمی مباحثہ میں شرکت کا حق تسلیم کرتے ہیں اور انہوں نے ''الشریعہ'' کو مباحثہ ومکالمہ کے ایک ''آزاد فورم'' کی حیثیت دے کر فکری انتشار اور گمراہی پھیلانے کی روش اختیار کر رکھی ہے۔[ص:۷]

جناب عمار خان صاحب نے اِس اقتباس میں جو کچھ فرمایا ہے، لفظ لفظ حقیقت ہے، اور سچی بات یہ ہے کہ ہم بھی اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ ہم جناب عمار خان صاحب کے بے حد مشکور ہیں کہ جو بات ہم

کہنا چاہتے تھے، اور کوئی اُسے تسلیم نہیں کرتا تھا، وہی بات جناب عمار خان صاحب نے پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ بقلم خود تحریر فرمادی ہے۔ ؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے شہادت تیری

حضرت مفتی تقی صاحب نے فرمایا کہ آپ کے والد صاحب نے ہمیشہ جمہور کی نمائندگی فرمائی ہے اور اَب بھی وہ جمہور سے شذوذ کے حق میں نہیں ہو سکتے، تو عمار خان صاحب نے پوری صراحت کے ساتھ واضح کر دیا کہ نہیں جناب! یہ تو آپ کی غلط فہمی ہے، وہ تو (غامدی اور دوسرے) ''اہل علم'' کے جمہور کے ساتھ اختلاف کو اُن کا حق تسلیم کرتے اور اُنہیں احترام دیتے ہیں، اہلِ سنت کے منہج سے منحرف گروہوں (شیعوں، پرویزیوں، غامدیوں) کی تکفیر و تضلیل کے بجائے اُنہیں رجوع (کی آڑ میں اپنی گمراہی پھیلانے) کا موقع دیتے ہیں، جناب وہ کوئی روایتی شدت پسند مولوی نہیں چودہ سو سالہ روایتی اسلام پر ہی ڈٹے رہنے پر اَڑ جائیں بلکہ وہ تو ایسے وسیع الظرف ہیں کہ دورِ جدید کے غیر روایتی حلقہ ہائے فکر (مودودی، غامدی) سے استفادہ کے بھی کھلے دل سے قائل ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

ہوسکتا ہے کوئی دوست یہ سوچیں کہ ممکن ہے کہ یہ سطور خود جناب عمار خان ناصر صاحب نے تحریر فرمادی ہوں اور جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب کا اِن سے کوئی تعلق نہ ہو، تو جناب عمار خان صاحب نے اپنے مکتوب میں اس غلط فہمی کو بھی دور کر دیا ہے جس کے لیے ہم ایک بار پھر اُن کے شکر گذار ہیں، وہ لکھتے ہیں:

> ''والدِ گرامی کی طرف سے سلام مسنون قبول فرمایئے! یہ عریضہ اُنھیں ملاحظہ کروانے کے بعد ہی آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے''۔[ص:۹]

وعدہ پورا کیجئے......!

عمِ محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب نے حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے نام مکتوب میں یہ تحریر فرمایا تھا کہ:

> ''آنجناب اس بات کا پوری طرح اطمینان رکھیں کہ اگر وہ (عمار خان ناصر) گمراہی کی کسی بات پر اصرار کرتے ہوئے رجوع نہیں کرے گا تو میری طرف سے برأت کے اعلان میں ایک لمحے کا بھی توقف نہیں ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔'' [الشریعہ اشاعت خاص، ص ۱۵۸]

اور جناب عمار خان ناصر صاحب کے نام حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ کا جو مکتوب زیرِ بحث ہے، اس کی ابتداء ہی میں حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں:

> ''میں نے آپ کا مضمون پڑھا اور خالی الذہن ہو کر پڑھا، اس میں متعدد امور ایسے ہیں جن میں جمہور امت

سے ہٹ کر آپ نے اپنی رائے ظاہر فرمائی ہے۔''

اس عبارت میں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب نے بھی فرما دیا ہے کہ جناب عمار خان صاحب کے افکار جمہور امت سے ہٹ کر ہیں، اور عم محترم مولانا زاہد الراشدی صاحب کو اپنا یہ ارشاد تو یاد ہی ہوگا کہ:

''امت کے اجماعی تعامل اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلمات کا دائرہ کراس نہ ہو، کیونکہ اس دائرے سے آگے بہر حال گمراہی کی سلطنت شروع ہو جاتی ہے''۔[حدود و تعزیرات، پیش لفظ، ص ۱۳]

اب عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ پاکستان کے بہت سے اہل علم اور اہل فتویٰ نے تو پہلے ہی عمار کے نظریات کو گمراہی قرار دیا تھا، مگر آپ نے نہ مانا، حالانکہ وہ گمراہی اظہر من الشمس تھی، اب آپ ہی کے خط کے جواب میں، گویا آپ ہی کی فرمائش پر، حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے بھی عمار کے افکار کو جمہور سے ہٹ کر قرار دیا ہے، اور جمہور سے ہٹ کر کہی جانے والی بات کو آپ خود گمراہی قرار دے چکے ہیں، لہذا اب آپ کے اوپر لازم ہے کہ خود اپنے قول کی پاسداری کرتے ہوئے عمار خان صاحب سے علی الاعلان برأت کا اظہار فرمائیں۔ انتظار ہے کہ آپ کب اپنے وعدے کو پورا فرماتے ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔)

☆☆☆☆

مولانا مفتی رب نواز حفظہ اللہ

زبیر علی زئی کا تعاقب

......قسط:۲۶......

زبیر علی زئی:

٤) رب نواز دیوبندی نے لکھا: ''بندہ نے امام رازی[197] رحمہ اللہ، میاں نذیر حسین[198] دہلوی، ثناء اللہ امرتسری[199]، محمد حسین بٹالوی[200]، نواب وحید[201] الزمان، اسماعیل سلفی[202] اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارات باحوالہ درج کیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ پوچھ کر عمل کرنا بھی تقلید ہے۔ [مجلّہ صفدر، شمارہ ۷، ص:۴۹ تا ۴۹]
علی زئی نے ان میں سے کسی کا جواب نہیں دیا[203] یا ان سے ایسی خاموشی اختیار کی کہ[204]......
(مجلّہ صفدر گجرات: ۱۴، ص: ۳۷)

جواب: مذکورہ اقوال سے آلِ دیوبند کا استدلال تین وجہ سے مردود ہے:

ا: رازی بذاتِ خود مجروح تھا۔
دیکھئے لسان المیزان[205] (۴/۴۲۶، دوسرا نسخہ ۵/۴۳۰۔۴۳۵)
میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کا قول منسوخ ہے[206]۔
دیکھئے فتاوی نذیریہ[207] (۱/۱۶۳۔۱۶۴)
وحید الزمان اہلِ حدیث[208] نہیں تقلیدی تھا، لہذا اس کا حوالہ مردود ہے[209]۔

الجواب:

۱۹۷ امام رازی رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے:

إن العامی یجب علیه تقلید العلماء فی أحکام الحوادث. [تفسیر کبیر ۳/۲۷۲]

عامی شخص پر واجب ہے کہ وہ پیش آمدہ مسائل واحکام میں علماء کی تقلید کرے۔

امام رازی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مسائل میں علماء کی پیروی کرنا تقلید ہے۔

۱۹۸ میاں صاحب فاسئلوا اهل لذکر ...**آیت ذکر کر کے لکھتے ہیں:**

''یہی آیت دلیل ہے وجوبِ تقلید پر'' [معیار الحق: ۷۴]

مسئلہ پوچھنے سے متعلقہ آیت سے تقلید کا وجوب اخذ کرنا دلیل ہے کہ میاں صاحب کے نزدیک بھی مسئلہ پوچھنا تقلید ہے۔

۱۹۹ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر تعیین کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے جو اہلحدیث کا مذہب ہے۔'' [فتاوی ثنائیہ:۱/۲۵۶]

۲۰۰ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''عامی کو جو حکم کتاب وسنت کا معلوم ہوتا ہے اس کو وہ یوں ہی بے دلیل مان لیتے ہیں جو عرفاً تقلید کہلاتی ہے۔'' [اشاعۃ السنۃ:۱۱/۳۱۵]

۲۰۱ وحیدالزمان صاحب نے مطلق تقلید کے جواز پر قرآنی آیت فاسئلوا اھل الذکر...... بطورِ دلیل کے پیش کی ہے۔ [ہدیۃ المہدی:۱/۱۱۲]

۲۰۲ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت نقل کرکے اسماعیل سلفی صاحب نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

[تحریک آزادی فکر:۲۳۰] دیکھیے حاشیہ نمبر ۲۷۔

۲۰۳ ''یا'' کا اضافہ علی زئی صاحب یا ان کے کمپوزر نے کیا ہے، ہماری عبارت میں نہیں ہے۔

۲۰۴ اس سے اگلی عبارت یہ ہے ''گویا کہ وہ حوالے ان کے سامنے آئے ہی نہیں، حالانکہ مجلّہ صفدر کا یہ شمارہ اُن کے زیرِ مطالعہ رہا اور اس میں مذکور حافظ ابن عبدالبر اور خطیب بغدادی کے دو حوالوں پر کچھ لے دے بھی کی ہے، باقی سب حوالے ہضم کر گئے۔''

اس طرح ہمارے برانگیختہ کرنے پر علی زئی صاحب کچھ لکھنے کے لیے تیار ہوئے تھے، مگر اس کی جو حیثیت ہے وہ قارئین کے سامنے ہے، خود اُن کے اپنے اصول کی رو سے بھی یہ لکھا ہوا جواب مردود ہے، کیونکہ انہوں نے نہ تو ہماری تمام باتوں کا جواب دیا اور نہ ہی مضمون کو متن میں رکھ کر جواب دیا۔ جس مضمون میں یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں اسے علی زئی صاحب ''مردود اور ناقابلِ مسموع'' کہتے ہیں۔

[توضیح الاحکام:۲/۳۴۳] دیکھئے حاشیہ نمبر:۳

۲۰۵ لِسَانُ المِیزان میں صراحتاً امام رازی رحمہ اللہ کو مجروح نہیں کہا گیا اور جب تک کسی کو صراحتہ ضعیف نہ کہا جائے علی زئی صاحب اسے کافی نہیں سمجھتے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ابوالولید الباجی اور ابن عبدالبر کا طعن بھی صریح نہیں ہے۔'' [دین میں تقلید کا مسئلہ:۱۵]

لسان میں لکھا ہے کہ رازی علمِ آثار سے خالی تھے......

۱۔ جواباً عرض ہے کہ رازی کی تصانیف کا مطالعہ کرکے دیکھ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ انہیں کس قدر علمِ حدیث آتا تھا۔

۲۔ان کا مفسر ہونا علمائے امت اور خود آلِ غیر مقلدیت کے نزدیک بھی مسلم ہے اور مفسر کے لیے علم حدیث بالخصوص تفسیر سے متعلقہ احادیث سے واقفیت ضروری ہے، لہٰذا ''احادیث سے خالی'' ہونے والی بات مؤول ہے، یعنی وہ اس میں امام طحاوی رحمہ اللہ جیسے کبار محدثین کی طرح بلند پایہ محدث نہ تھے۔اور کسی کا بلند پایہ محدث نہ ہونا ضعیف ہونے کی دلیل نہیں۔

۳۔صاحب لسان کی عبارت کو اگر اپنے ظاہر پہ ہی محمول کرلیں تو یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ علم حدیث سے خالی ہونا راوی کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے؟ کیا کسی انسان کے ثقہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ضرور ہی علم حدیث رکھتا ہو؟

۴۔اگر مان لیا جائے کہ واقعتاً صاحبِ لسان نے امام رازی کو ضعیف کہا ہے تو دیگر تیس سے زائد محدثین اور کبار علماء کرام انہیں مستند شخصیت مانتے ہیں لہٰذا ان حضرات کی بات کو ترجیح ہے۔

۵۔صاحبِ لسان حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علی زئی کے نزدیک ''غیر مقلد'' ہیں۔

[اوکاڑوی کا تعاقب:۵۴]

اور علی زئی صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ فریق مخالف کی جرح معتبر نہیں ہوتی۔

[توضیح الاحکام:۱/۳۵۰]

لہٰذا علی زئی صاحب کا اِس جرح کو ہمارے خلاف پیش کرنا اُن کے اپنے اُصول سے غلط ہے۔

اِمام رازی کی توصیف وتوثیق غیر مقلدین کی زبانی:

ہمارے محترم دوست علامہ عبدالغفار ذہبی صاحب حفظہ اللہ نے امام رازی رحمہ اللہ کی توثیق پر تیس محدثین کے حوالہ جات یکجا کیے ہیں اور ان کی فہرست مجھے عنایت فرمادی ہے، جزاہم اللہ۔مگر ہم تو آلِ غیر مقلدیت کے حوالوں سے ہی بحث کرنا چاہتے ہیں، مخالف نے اگر ان حوالوں کو کافی نہ سمجھا تو ہم محدثین کی گواہیاں بھی درج کریں گے۔فی الحال آلِ غیر مقلدیت کی طرف سے امام رازی رحمہ اللہ کی توثیق و توصیف نقل کرتے ہیں۔

یہ ذہن میں رہے کہ بہت سے علمائے حدیث نے (بلکہ غیر مقلدین نے بھی) لکھا ہے کہ ثناء، مدح اور نیک شہرت سے عدالت سے ثابت ہوجاتی ہے۔ایسا کہنے والوں میں سے درج ذیل حضرات بھی ہیں:

☆......حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ۔[الباعث الحثیث:۱/۹۳]

علی زئی صاحب نے ابن کثیر کی عبارت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

''راوی کی عدالت اُس کی نیک شہرت اور اچھی تعریف سے ثابت ہوجاتی ہے۔''

[مترجم اختصار فی علوم الحدیث:۵۸]

ابن کثیر غیر مقلدین کے نزدیک تارکِ تقلید ہیں۔[مقدمه نور العینین]

☆......علامہ سیوطی رحمہ اللہ۔[تدریب الراوی:۱/۱۵۴]

سیوطی کو علی زئی صاحب نے ''غیر مقلد'' لکھا ہے۔[الحدیث:ش۹۰،ص:۳۰]

☆......شوکانی غیر مقلد۔[ارشاد الفحول:۱/۱۷۶]

میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے شوکانی کو ''اہلحدیث کے مسلم پیشوا'' کہا ہے۔

[تاریخ اہلحدیث:۱۴۷]

☆......علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''زمانہ تدوینِ حدیث اور تیسری صدی ہجری کے بعد اگر کوئی راوی روایتِ حدیث،علم اور کسی نیک صفت کے ساتھ مشہور ہو جائے اور اس پر کوئی جرح ثابت نہ ہو تو یہ ضروری نہیں کہ ضرور اُس کی توثیق کی جائے، بلکہ راجح یہی ہے کہ ایسے راوی کی روایت حسن لذاتہ کے درجے سے نہیں گرتی۔''

[حاشیہ مترجم اختصار علوم الحدیث:۵۹]

مذکورہ اصول پڑھنے کے بعد اب امام رازی رحمہ اللہ کی توصیف اور توثیق پر چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

(۱)......عبدالرشید عراقی صاحب غیر مقلد نے امام رازی کو ''ائمہ سلف'' میں شمار کیا ہے چنانچہ وہ میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد کے حالات میں ''ائمہ سلف سے عقیدت'' عنوان کر کے لکھتے ہیں:

''مصلحین امت میں امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام رازی، حضرت سید احمد شہید، مولانا شاہ اسماعیل شہید اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ اجمعین سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔''

[چالیس علمائے حدیث:۲۳۲]

(۲)......میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے امام رازی کو ''فائق ترین مفسر'' قرار دیا ہے۔ عراقی صاحب اُن کے حالات میں لکھتے ہیں:

''تفاسیر میں سے امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر سے اُن کو بہت زیادہ عقیدت تھی۔ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ: قرآن مجید کے معارف و لطائف سمجھنے میں جتنی مفید تفسیر کبیر ہے اور کوئی تفسیر نہیں ہے میں نے اس تفسیر سے خوب استفادہ کیا ہے۔'' [چالیس علمائے اہلحدیث:۲۳۳]

(۳)......عبدالسلام ندوی صاحب غیر مقلد نے امام رازی کے حالاتِ زندگی پر مستقل کتاب ''امام رازی'' لکھی ہے۔ عراقی صاحب اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''یہ کتاب صاحبِ تفسیر امام فخر الدین رازی کے حالات اور ان کی تصانیف، ان کے فلسفہ علم

وکلام اوران کے نظریات پر مشتمل ہے۔'' [چالیس علمائے حدیث:۲۵۰]

(۴)......عبدالسلام مبارک پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام رازی گو شافعی المذہب اور اپنے امام کے طرف دار ہیں لیکن چونکہ صاحبِ نظر اور نکتہ شناس ہیں......'' [سیرۃ البخاری:۲۴۳]

(۵)......محمد یحییٰ گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ امام رازی کے الفاظ تھے جن کا علم وفضل، تقوی وورع اہل اسلام میں مسلمہ...... ہے۔''

[مقلدین ائمہ کی عدالت میں:۵۷]

(۶)......علی زئی صاحب کے دادا استاد ثناء اللہ امرتسری صاحب امام رازی کو ''علمائے سلف'' میں شمار کرتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''میں نے چند علماء سلف کی تصنیف سے خاص فوائد حاصل کیے ہیں...امام رازی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تصانیف سے فائدہ اُٹھایا۔'' [فتاوی ثنائیہ:۱/۲۵]

درج ذیل آل غیر مقلدیت نے رازی کو ''امام'' تسلیم کیا ہے:

۱......میاں نذیر حسین دہلوی۔[فتاوی نذیریہ:۱/۱۰۴]

۲...... بدیع الدین راشدی۔[تنقید سدید:۳۳۹]

۳......محمد گوندلوی۔[مقالات محدث گوندلوی:۸۲]

۴......ارشادالحق اثری۔[توضیح الکلام:۶۴۴]

امام رازی کے اقوال سے غیر مقلدین کا استدلال:

ہم نے امام رازی رحمہ اللہ کا قول پیش کیا تو علی زئی صاحب نے اسے مجروح قرار دے کر ماننے سے انکار کر دیا، جب کہ آل غیر مقلدیت ان کے اقوال سے استدلال کیا کرتے ہیں۔

مثلاً عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

''یہ ہے امام رازی کی تقریر۔اس تقریر سے آیت و اذا قرئ القرآن میں کفار کا مخاطب ہونا صاف ظاہر ہے......مولانا عبدالحئی صاحب امام رازی کی اس تقریر کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''اگرچہ یہ تاویل لطیف ہے مگر ائمہ مسلمین سے منقول نہیں'' میں کہتا ہوں کہ ائمہ مسلمیں سے مولانا کی کیا مراد ہے صحابہؓ وتابعین مراد ہیں تو ہم نے مانا کہ یہ تاویل صحابہ سے منقول نہیں۔'' [تحقیق الکلام:۶۸]

ارشادالحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

''محدث مبارک پوریؒ نے تحقیق الکلام [ص۶۳ سے ۶۸] میں امام رازی کی عبارت کا ترجمہ اور

اس کی توضیح وتشریح تفصیل سے ذکر کر دی ہے اس لیے پہلے اسے ایک نظر دیکھ لیا جائے اور یہی قول مولانا محمد ابراہیمؒ سیالکوٹی نے واضح البیان میں اختیار کیا ہے۔'' [توضیح الکلام:۶۴۴]

ابوجبیر محمد اسلم سندھی صاحب غیر مقلد، بدیع الدین راشدی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''مصنف اپنے سے متقدم مفسرین کے عقل سدید پر مبنی اثبات حق کے لیے استدلالات ونکت بیان کرتے ہیں۔ اس بات میں وہ اکثر فخر الدین رازی اور ابن القیم وغیرہما سے نقل کرتے ہیں۔

[مقالات الحدیث:۴۲۳]

مذکورہ عبارت علی زئی صاحب کے رسالہ ''الحدیث'' میں شائع ہوئی اور علی زئی صاحب اس رسالہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''ہمارے رسالے میں راقم الحروف اور حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ کا متفق ہونا ضروری ہے۔''

[تقدیم، مقالات الحدیث:۱۱]

ان کے علاوہ بھی دیگر آلِ غیر مقلدیت نے امام رازی رحمہ اللہ کی عبارت سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً

۱......عبدالسلام مبارک پوری۔ [سیرۃ البخاری:۵۳]

۲......یحییٰ گوندلوی۔ [مقلدین ائمہ کی عدالت میں:۵۷]

۳......محمد گوندلوی۔ [مقالات محدث گوندلوی:۸۲]

۴......بدیع الدین راشدی۔ [تنقید سدید:۳۰۲۔۳۳۹]

۵......میاں نذیر حسین دہلوی۔ [فتاوی نذیریہ:۱/۱۷۶]

میاں صاحب تو رازی کی کتابوں کے مطالعہ کی ترغیب بھی دیتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''متاخرین مثل امام غزالی اور امام رازی اور شیخ محی الدین ابن عربی ...نے اسی دفع شرک اور بدعت میں اور اثبات توحید ذاتی اور صفاتی میں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طرح طرح سے مضامین رنگا رنگا بیان فرمائے ہیں جو کچھ شبہ ہو اُن سابقین لوگوں کی کتابیں ملاحظہ کرے۔'' [فتاوی نذیریہ:۱/۱۰۴ بحوالہ المہند الدیوبندی:۸۱]

بعضے غیر مقلدین درس دینے کے لیے تفسیر رازی کا مطالعہ کیا کرتے تھے ان میں سے ایک شخص محمد اسحاق چیمہ صاحب ہیں۔ ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''مسجد سے گھر تشریف لائے تو صبح کے درس کے لیے تفسیر قرطبی، ابن کثیر اور تفسیر رازی کا مطالعہ کیا۔'' [مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں:۱۵]

قابل توجہ بات:

علی زئی صاحب نے امام رازی کی بات کو اس لیے رد کر دیا ہے کہ وہ مجروح ہیں، جب کہ دوسری طرف وہ مجروح راوی کی بات مان لیتے ہیں۔ مثلاً علی زئی صاحب کے نزدیک امام ابو یوسف رحمہ اللہ مجروح راوی ہیں، مگر بزعم خود ان کی روایت درج کر کے ''سندہ صحیح'' کہتے ہیں۔

[نصر الباری:۱۹۹، بحوالہ تناقضات زبیر علی زئی:۵۶]

۲۰۶ محمد حسین بٹالوی صاحب گواہی دیتے ہیں کہ میاں صاحب آخر عمر تک تقلید پہ قائم رہے ہیں۔ چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''جیسا حنفی میں ہوں ایسا حنفی حنفیانِ پنجاب ہندوستان و بنگال و مدراس وغیرہ بلاد میں اس وقت تک کوئی نہیں پایا جاتا۔ ہاں گروہ اہلحدیث میں ایسے حنفی اب بھی ہیں اور پچھلے زمانہ (میں) بھی علماء گذر چکے ہیں۔ اِس زمانہ میں سبھی علماء اہلحدیث ہیں جنہوں نے میرے اصولِ خمسہ کو تسلیم کر لیا ہے اور ان کے مطابق ان کا عمل ہے کہ مسائلِ منصوصہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ غیر منصوصہ میں وہ علماء سلف کی پیروی کرتے ہیں اور زمانہ گزشتہ میں صدہا اہلحدیث حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلوانے والے تھے جن کا بقیہ حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خلف الرشید شاہ عبدالعزیز اور ان کے جانشین شاہ محمد اسحاق اور آخری جانشین شیخنا شیخ الکل حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین صاحب ہے، جن کا تمام عمر یہی عمل رہا جو اس خاکسار کا عمل ہے۔ میاں صاحب کے بہت سے شاگرد، ان کے دیکھنے والے زندہ ہیں، وہ ایمانی شہادت دے سکتے ہیں کہ منصوصات میں ان کا عمل قرآن وحدیث پر تھا اور غیر منصوصہ مسائل میں کتبِ فقہ ہدایہ، عالمگیری وغیرہ پر عمل اور فتوی تھا، اس کا خلاف میرا روحانی فرزند ثناء اللہ یا کوئی دوسرا مرد میدان ثابت کرے اور ان کے عمل واعتقاد اور میرے عمل واعتقاد میں تفاوت ثابت کرے تو جو انعام چاہے مجھ سے لے۔'' [اشاعۃ السنۃ:۲۳/۱۷]

بٹالوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''اہلحدیث غیر منصوص مسائل میں فقہاء مذہب حنفی کے اقوال کے مطابق فتوی دینے سے حنفی کہلا سکتے ہیں، جیسے شمس العلماء مولوی سید نذیر حسین دہلوی تھے۔'' [اشاعۃ السنۃ:۲۳/۲۹۱] دیکھیے حاشیہ۱۲

بٹالوی صاحب کے بقول میاں صاحب کا ''تقلیدی ہونا'' اس قدر پختہ حقیقت ہے کہ اس پر حلفیہ گواہیاں دی جا سکتی ہیں اور ان کے قول کا منسوخ ہونا تو کجا وہ تو آخر عمر تک غیر منصوص مسائل میں ائمہ احناف کی تقلید کرتے رہے۔ لہٰذا ان کے قول کو منسوخ کہنا قابل تامل ہے۔

۲۰۷ (الف)......فتاوی نذیریہ میں اس جگہ تحریر علی محمد نامی کسی شخص کی ہے میاں صاحب کی نہیں۔ میاں صاحب کا نام مستطیل شکل کے دائرہ میں لکھا ہوا ہے جس سے بظاہر یہ تاثر ملتا ہے کہ میاں صاحب نے اس

تحریر کی تصدیق کی ہے، مگر بٹالوی صاحب کے بقول میاں صاحب کا تقلیدی ہونا اور آخر عمر تک اس پہ قائم رہنا ایسی مسلم حقیقت ہے کہ اس پر ایمانی شہادتیں دی جاسکتی ہیں، اس لیے ان کی طرف منسوب تصدیقی مُہر مشکوک معلوم ہوتی ہے۔

(ب)......مُہر کے مشکوک ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میاں صاحب کی اپنی تحریر اس کے خلاف ہے۔ مثلاً علی محمد صاحب لکھتے ہیں:

''اہل الذکر سے ائمہ مراد لینا......نہایت غلط اور واہی بات ہے۔'' [فتاوی نذیریہ: ۱/۱۶۴]

جب کہ میاں صاحب لکھتے ہیں:

''ہر جاہل لاعلمی کے وقت کسی عالم اہل الذکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو، خواہ وہ فاضل، خواہ مفضول ہو کیونکہ اہل الذکر عند التحقیق عام ہے مسئلہ دریافت کرلیا کرے۔'' [فتاوی نذیریہ: ۱/۱۷۹]

(ج)......مسئلہ پوچھنے کو ''تقلید'' قرار دینے کی بات میاں صاحب نے اپنی کتاب معیار الحق میں لکھی ہے اور غیر مقلدین کو اصرار ہے کہ میاں صاحب نے معیار الحق میں تقلید کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے وہ ''حق'' ہے۔ مثلاً محمد یحییٰ گوندلوی صاحب نے لکھا:

''ان کتابوں میں سرفہرست کتاب ''معیار الحق'' تھی جو اسم بامسمیٰ ہونے کی وجہ سے حق کے معیار کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرچکی ہے۔'' [مقلدین ائمہ کی عدالت میں: ۱۴۵]

جب معیار الحق کی باتیں آل غیر مقلدیت کے بقول اسم بامسمیٰ یعنی حق کا معیار ہیں تو اس کتاب کی بات کو منسوخ کہنا کہاں درست ہوسکتا ہے؟ غیر مقلدین کو قرآنی آیت: فماذا بعد الحق الا الضلال ذہن میں رہنی چاہیے جو وہ دوسروں کو سنایا کرتے ہیں کہ حق کے سوا باقی سب کچھ گمراہی ہے۔

(د)......بالفرض اسے میاں صاحب کا قول مان لیا جائے تو عرض ہے کہ کسی قول کو منسوخ قرار دینے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مؤخر قول ہو اور اس کا تعین تاریخ دیکھنے سے ہوتا ہے جب کہ علی محمد صاحب والی تحریر میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ اس تحریر کو مدار بنا کر ''منسوخ'' کی رٹ لگانے والے اس قول کا مؤخر ہونا ثابت کریں۔

۲۰۸ وحید الزمان کو غیر مقلدین نے اہل حدیث کہا ہے اور وہ خود بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ غیر مقلدین کی تیس سے زائد کتابوں کے حوالے سے ہم ان کی غیر مقلدیت ثابت کرچکے ہیں۔ دیکھیے حاشیہ ۹۸۔ ۱۰۰۔ ۱۵۶۔ کچھ مزید عبارتیں ہم یہاں بھی ذکر کردیتے ہیں۔

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''اگر سچ پوچھیئے تو ایمانِ کامل اہل حدیث ہی کو اللہ تعالی نے عنایت فرمایا ہے ورنہ زبانی ڈھونگ تو حنفی، شافعی سب لگاتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول کے نثار ہیں مگر جہاں اپنے امام کا قول حدیث کے خلاف پایا تو حدیث میں تاویل کرنے لگتے ہیں کبھی کہتے ہیں منسوخ ہے۔'' [تیسیر الباری:۸/۴۰]

اہلحدیث سے عقیدت اور مقلدین سے نفرت سے ہر سنجیدہ انسان جان سکتا ہے کہ وہ کون سے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''جو روٹی شراب میں ملا کر پکائی جائے اس کا کھانا درست ہوگا جن ادویہ میں شراب کی روح یعنی الکحل شریک ہوتی ہے اس کا بھی استعمال درست ہوگا ہمارے علماء اہلحدیث میں سے مفتی مصر نے ایسا ہی فتوی دیا ہے۔'' [لغات الحدیث:۱/۶۰، مادہ: م بحوالہ آفتاب محمدی:۲۹۴]

وحیدالزمان صاحب نے ''ہمارے علماء اہلحدیث'' کہہ کر اپنے اہلحدیث ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

وحیدالزمان صاحب اپنی کتاب ''ہدیۃ المہدی'' کی وجہ تالیف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ترجمہ: الحمدللہ میں نے عمل بالحدیث کے پھیلنے اور اس کی طرف لوگوں خصوصاً ہند اور سندھ والوں کی ایسی کوشش کو دیکھا جس سے دین کے چہروں سے بدعتی مقلدین کی تارکیاں چھٹ گئیں اور زمین ہدایت ویقین کے انوار سے منور ہوگئی کہ وہ عاملین حدیث کی تعداد کو دن بدن بڑھا رہی ہے مقلدین کو کمی وملامت کی طرف کھینچ رہی ہے یہاں تک کہ نہ کوئی چھوٹی بستی باقی رہی اور نہ ہی بڑی جہاں اہلحدیث کا بڑا یا چھوٹا گروہ نہ ہو اور تقلید کی زمین مسلسل اپنے کناروں کو کم کر رہی ہے۔ [ہدیۃ المہدی:۱/۴]

وحیدالزمان صاحب نے ایک تو مقلدین کو بدعتی کہا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خود مقلد نہیں۔ دوسرے وہ بزعم خود اہلحدیث کے پھیلنے اور مقلدین کے کم ہونے پر الحمدللہ کہہ کر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اہل حدیث ہونے کے مدعی ہیں۔

وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''نماز کو سنت کے موافق ادا کرنے والے اگر اس زمانہ میں کچھ دکھلائی دیتے ہیں تو طائفہ ناجیہ مبارکہ اہل حدیث ہی میں دکھلائی دیتے ہیں اللہ جل جلالہ اس طائفہ میں برکت دیوے قیامت اس کو قائم رکھے، آمین یارب العالمین۔'' [رفع العجاجہ:۱/۵۲۲]

وحیدالزمان صاحب اس عبارت میں جہاں اہلحدیث کو سنت کے موافق نماز ادا کرنے والا اور نجات یافتہ مبارک گروہ قرار دے رہے ہیں وہاں اہلحدیثوں کے لیے قیامت تک باقی رہنے کی دعا بھی

کرر ہے ہیں پھر اس پر اضافہ یہ ہے کہ وہ اپنی اس دعا پر آمین بھی کہہ رہے ہیں۔

وحیدالزمان صاحب کی ایسی عبارات کے ہوتے ہوئے غیر مقلدین کا اپنی مزعومہ جماعت اہلحدیث سے انہیں خارج سمجھنا سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۰۹ وحیدالزمان کے حوالے کو ''مردود'' اس لیے کہا ہے کہ وہ اہلحدیث نہیں ہے...... اول تو ان کی غیر مقلدیت کا انکار سینہ زوری ہے۔ دوم: وحیدالزمان کے مسلک سے قطع نظر ان کا عالم ہونا تو قریباً تمام غیر مقلدین کے ہاں مسلم ہے۔ علی زئی صاحب اپنی تائید میں تو غیر علماء کے حوالے نقل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

''درج ذیل علماء وغیر علماء سے ثابت ہے کہ مسئلہ پوچھ کر عمل کرنا تقلید نہیں۔'' [آگے متن میں یہ عبارت آرہی ہے۔]

علی زئی صاحب جب غیر علماء کے حوالے اپنے مفاد کے لیے درج کر دیتے ہیں تو ان کے خلاف وحیدالزمان کا حوالہ کیوں نہیں پیش ہو سکتا جو ان کے آل غیر مقلدیت کے ہاں باقاعدہ عالم شمار ہوتے ہیں۔؟

☆......☆......☆......☆

حافظ طیب الرحمٰن، فیصل آباد

مولانا ارشاد الحق اثری......اپنی تحریرات کے آئینہ میں

......قسط:۳......

ابن عبد البر متقدمین میں سے ہیں:

جناب اثری صاحب رقمطراز ہیں:

''اور ائمہ متقدمین مثل ابن عبد البرؒ، ابن حزمؒ، بغویؒ اور حازمیؒ کی تصریحات سے بھی اِس کی تردید ہوتی ہے۔'' [توضیح الکلام:۵۰۶]

ابن عبد البر متأخرین میں سے ہے:

لیکن جب علامہ ابن عبد البرؒ حدیث ابی موسیٰ اشعریؓ کو صحیح قرار دینے کا ''جرم'' کر بیٹھے تو یہی اثری صاحب پینترا بدل کر لکھتے ہیں:

''اِن حضرات کے علاوہ متأخرین مثلاً علامہ ابن قدامہؒ، ابن تیمیہؒ، ابن عبد البرؒ، عینیؒ، ماردینیؒ، ابن کثیرؒ، علامہ منذری، موفق الدین ابن قدامہ کی آراء تو محض ظاہر سند کی بنا پر ہیں۔'' [توضیح الکلام:۱۷۱]

اثری صاحب کی پسند پیش خدمت ہے:

تیری بات کو بت حیلہ گر نہ قرار ہے نہ قیام ہے !!
کبھی شام ہے، کبھی صبح ہے، کبھی صبح ہے، کبھی شام ہے

امام شعبیؒ نے پانچ سو صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی۔

موصوف اثری صاحب لکھتے ہیں:

''امام عامر بن شراحبیل شعبیؒ جو امام ابو حنیفہؒ کے استاذ ہیں اور انہیں پانچ صد صحابہ کرامؓ سے شرف ملاقات بھی حاصل ہے۔'' [مقالات:۱/۳۲]

تصویر کا دوسرا رخ:

اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''امام شعبیؒ نے گو سینکڑوں صحابہ کرام کا زمانہ پایا مگر امام العجلیؒ نے صراحت کی ہے کہ: ''انہوں نے

صرف ۴۸ صحابہ کرامؓ سے سماع کیا ہے''۔[تہذیب:۶۷/۵]

حضرت عبادہؓ، عائشہؓ، ابن عمرؓ، وغیرہ کبار صحابہ کرام سے ان کا سماع نہیں۔حضرت علیؓ سے صرف ایک روایت انہوں نے سنی ہے۔''[تہذیب:۶۸/۵][توضیح الکلام:۱۰۱۱]

قارئین کرام! اثری صاحب حضرت ابن عمرؓ سے سماع کے سلسلے میں تو صحیح بخاری سے بھی بغاوت کر گئے۔ ملاحظہ فرمائیے:

''امام شعبیؒ نے خوب فرمایا کہ میں نے دو یا ڈیڑھ سال کا عرصہ حضرت ابن عمرؓ کی صحبت میں گزارا ہے۔ [صحیح بخاری:۱۰۶۷/۲ طبع مکتبہ رحمانیہ]

محدث کے سند کو ''متصل صحیح'' کہنے کے بعد تدلیس کا اعتراض فضول ہے:

جناب اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''پھر جب محدث مبارک پوریؒ، اور امام بیہقیؒ نے اسی عبارت میں امام ابن خزیمہؒ سے نقل کیا ہے: ''هذا اسناد متصل'' و'' اسناد صحیح متصل'' کہ یہ سند صحیح اور متصل ہے۔تو پھر سند میں تدلیس کا اعتراض والزام بے معنی ہے۔''[توضیح الکلام:۴۳۷]

محدث کے ''صحیح متصل'' کہنے کے باوجود اثری صاحب کا اعتراض کرنا:

علامہ ابن قدامہؒ کے حدیث جابرؓ ''من كان له إمام فقراء ة الإمام له قراء ة'' کے متعلق اسناد صحیح متصل کہنے کے جواب میں اثری صاحب لکھتے ہیں:

''حافظ شمس الدین بن قدامہ کا اس حدیث کو متصل اور اس کی سند کو صحیح کہنا بظاہر سند کے اعتبار سے ہے، لیکن جب کہ ''ابوالزبیرؒ'' مدلس ہے اور اس کی یہ روایت جمیع طرق سے معنعن ہے تو ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ ہماری ان گزارشات سے واضح ہو جاتا ہے کہ ابوالزبیرؒ مدلس ہے اور اس کی یہ روایت معنعن ہے، لہٰذا اسے صحیح یا حسن قرار دے کر استدلال کرنا صحیح نہیں۔''[توضیح الکلام:۸۹۴]

الصحيح لابن حبان کی معنعن روایات قابل قبول ہیں:

اثری صاحب کی درج ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

(الف)''امام ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں یہ روایت[۲۱۲،۲۰۷/۳] ذکر کی ہے اور وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''فإذا صح عندى خبر من رواية مدلس أنه بين السماع فيه لاأبالى أن أذكره من غير بيان السماع فى خبره بعد صحته عندى من طريق آخر''[۹۱/۱] یعنی میرے نزدیک جب مدلس سے کسی اور سند میں سماع ثابت ہوگا تو بلا تصریح سماع بلا کھٹکے اسے نقل کروں گا۔لہٰذا اگر مکحولؒ کو مدلس بھی تسلیم کیا جائے تو امام ابن حبانؒ کا اِسی اصول کے مطابق اسے اپنی صحیح میں ذکر کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ مکحولؒ

کا محمودؒ سے سماع ثابت ہے۔''[توضیح الکلام:۳۱۵، ۳۱۶]

(ب)''امام مسلمؒ کے علاوہ امام ابن حبانؒ نے بھی اپنی الصحیح میں یہ روایت ذکر کی ہے اور مقدمة الصحیح [ص:۹۰] میں انہوں نے صراحت کی ہے کہ میں نے مدلسین کی وہی روایات اپنی اس کتاب میں ذکر کی ہیں جن میں سماع ثابت ہے۔ان کی یہ وضاحت کرنا بھی دلیل ہے کہ اس روایت میں ابوالزبیرؒ کا سماع ثابت ہے۔''[مقالات:۲/۲۷۹]

(ج)''امام ابن حبانؒ نے مقدمہ صحیح ابن حبان [۱/۹۰، ۹۱] میں صراحت کی ہے کہ ''مدلسین کی معنعن روایت سے یہ تبھی احتجاج کرتے ہیں جب انہوں نے سماع کی صراحت کی ہو،اس کے بعد ہم ان کی معنعن روایت کو لانے میں کوئی پرواہ نہیں کرتے''۔امام ابن حبانؒ کا یہ اعلان پھر ان کا ابن عجلان کی معنعن روایت کو لانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صراحت سماع ثابت ہے، گوانہوں نے اسے معنعن ذکر کیا ہے۔[تنقیح الکلام:۸۷]

جب انصاف چیخ اٹھا:

جناب اثری صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ''ماتیسر'' کی زیادت بھی مروی ہے۔حافظ ابن حجرؒ،ابن سید الناس اور مولانا شمس الحقؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ:''إسناده صحيح ورجاله ثقات''[محصلہ۲/۲۹]ہمیں تسلیم ہے کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں مگر یہ طے شدہ اصول ہے کہ راویوں کے ثقہ ہونے سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا جب تک کہ دیگر علل سے بھی وہ روایت پاک نہ ہو،وہ روایت صحیح نہیں ہوسکتی۔امام بخاری نے تصریح کی ہے کہ اس کی سند میں قتادہؒ ہے،جس نے ابونضرۃؒ سے سماع کی صراحت نہیں کی۔ان کے الفاظ ہیں:''لم يذكر قتادة سماعا من أبي نضرة في هذا''[جزءالقراءة:۱۴]اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ قتادہؒ مدلس ہے جیسا کہ آئندہ اس کی تفصیل آرہی ہے۔اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ مدلس کا عنعنہ موجب ضعف ہے۔لہٰذا اس کی سند کو صحیح کہنا محل نظر ہے۔''[توضیح الکلام:۱۳۶، ۱۳۷]

حضرت ابوسعید خدریؓ کی '' ماتیسر ''والی روایت جو قتادہ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری کی سند سے مروی روایت جس کو اثری صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں ''غیر منصفانہ'' جروح کا نشانہ بنایا ہے۔ دیگر محدثین کی طرح محدث ابن حبان نے بھی اپنی الصحیح میں باسند نقل کی ہے۔پوری روایت متن مع السند ملاحظہ فرمائیں:

''أخبرنا أحمد بن علي بن المثنى حدثنا أبو خيثمة قال حدثنا عبدالصمد بن عبدالوارث حدثنا همام حدثنا قتادة عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدري قال : أمرنا نبينا ﷺ :'' أن نقرأ

بفاتحة الكتاب وماتيسر"۔[صحیح ابن حبان:۹۲/۵حدیث۱۷۹۰]

اور یہ بات اثری صاحب کو بھی معلوم تھی کہ مذکورہ روایت الصحیح لابن حبان میں موجود ہے، کیونکہ اثری صاحب نے مذکورہ روایت کے بعد والی محدث ابن حبان کی بات کو اپنی تائید میں نقل بھی کیا ہے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

''امام ابن حبان ''ماتیسر'' کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ فاتحہ کی فرضیت پر اور بہت سے دلائل ہیں: ''والامر بقراءة ماتيسر غير فرض دل الاجماع على ذلك'' مگر فاتحہ سے زائد کی قراءت کے فرض نہ ہونے پر اجماع ہے۔[الاحسان:۱۴۱/۳]''[توضیح الکلام:۱۳۶]

چاہیے تو یہ تھا کہ اثری صاحب اپنے اُس اصول کی پاسداری کرتے جس اصول سے توضیح الکلام، تنقیح الکلام وغیرہ میں اپنے مسلک کے دفاع کے لیے کام لیا ہے اور مذکورہ روایت پر کم از کم قتادہ کی تدلیس کا اعتراض نہ کرتے، لیکن اثری صاحب نے صحیح ابن حبان کی مذکورہ روایت پر تدلیسِ قتادہ کا اعتراض کر کے نہ صرف اپنے پسندیدہ اُصول کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیری ہیں بلکہ ہمیں یہ بھی بتلا دیا ہے کہ: ''ہم غیر مقلدین کے ہاں عدل وانصاف نام کی کوئی چیز نہیں۔''

اثری صاحب ذرا اپنے دل پسند شعر پر بھی ایک نظر دوڑا لیں!

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگی کے یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

تفسیر ابن مسعودؓ کی سند صحیح نہیں:

اثری صاحب اعتراض ''اور یہ تفسیر صحیح حدیث اور ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباس کی تفسیر کے منافی ہے، لہٰذا قبول نہیں'' کے جواب میں لکھتے ہیں:

''رہی حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کی تفسیر تو اولاً ان کی اسناد صحیح نہیں۔(کماسیأتی)''

[توضیح الکلام:۱۲۳]

حضرت ابن مسعودؓ کی تفسیر والی دوسری روایت کے متعلق اثری صاحب کے ریمارکس ملاحظہ فرمائیں:

نہیں، سند صحیح ہے۔

اثری صاحب ''دوسری روایت'' کا عنوان قائم کر کے تحریر کرتے ہیں:

''حضرت ابووائلؒ فرماتے ہیں: قال عبدالله في القراءة خلف الإمام أنصت للقرآن كم

أمرت فان فی القراءة لشغلا سيكفيك ذلك الإمام. [کتاب القراءۃ:۷۳،السنن الکبری:۲ر ۱۶۰] کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے قراءۃ خلف الامام کے بارہ میں فرمایا: قراءت سننے کے لیے خاموش رہو جیسا کہ حکم دیا گیا ہے کیوں کہ قراءت میں شغل ہے۔امام کا پڑھنا ہی تمہیں کافی ہے۔

جواب: یہ اثر سنداً صحیح ہے۔''[توضیح الکلام:۵۲۳]

جارح نامعلوم جرح غیر مقبول:

اثری صاحب لکھتے ہیں:

''سوال یہ ہے کہ غیرہ من اھل العلم کون ہیں؟ کیا اہل علم نے جارح مبہم کی جرح کا اعتبار کیا ہے؟''

[توضیح الکلام:۳۰۹]

(ب) مگر قابل غور بات یہ ہے کہ الدولابیؒ نے جو جرح ''وقال غیرہ'' کے الفاظ سے بیان کی ہے'یہ ''غیرہ'' آخر کون ہے؟ یقیناً اگر یہ جرح کسی قابل اعتماد محدث سے ثابت ہوتی تو الدولابیؒ علی رؤس الاشہاد اس کا نام لیتے۔ ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اور اگر وہ قابل اعتبار نہیں تھا تو انصاف کا تقاضا تھا کہ الدولابیؒ یہ قول ذکر ہی نہ کرتے یا کم از کم اس کا نام لیتے تاکہ اس کی ذمہ داری خود ان پر نہ پڑتی۔اُن کی اس جانبداری اور غیر معتدل رویہ کی بناء پر ہی امام ابن عدی نے انہیں متہم قرار دیا ہے۔''[امام بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ:۵۵]

تصویر کا دوسرا رخ:

اثری صاحب نے عبدالرحمٰن بن اسحٰق المدنی کی توثیق کے اردگرد کانٹے بکھیرتے ہوئے لکھا:

''اگر تسلیم کریں کے یہ راوی المدنی ہے تب بھی یہاں اس کی روایت سے استدلال درست نہیں،امام علی بن مدینیؒ اور یحییٰ القطان فرماتے ہیں کہ:''ہم نے اہل مدینہ کو اس کی تعریف کرتے ہوئے نہیں سنا۔''

[توضیح الکلام:۷۰۰]

حدیث علماء امتی۔۔۔۔موضوع ہے۔

جناب اثری صاحب رقمطراز ہیں:

''یہ امر قابل غور ہے کہ خواب کا مدار حدیث علماء امتی الخ پر ہے،مگر جب وہی صحیح نہیں بلکہ موضوع اور بے اصل ہے تو پھر اس خواب کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے؟ چنانچہ اس حدیث کے بارے میں ائمہ فن کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں!

علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں: ''قال شيخنا ومن قبله الدميری والزركشی أنه لاأصل له، وزاد بعضهم ولايعرف فی كتاب معتبر'' یعنی ''ہمارے شیخ (حافظ ابن حجرؒ) اور ان سے قبل علامہ دمیریؒ اور علامہ

زرکشیؒ نے کہا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس روایت کا کسی معتبر کتاب میں ذکر نہیں۔'' [المقاصد الحسنة:۲۸۹]

ملا علی قاری حنفیؒ لکھتے ہیں: '' لا اصل له كماقال الدميري والزركشي والعسقلاني '' کہ ''اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ علامہ دمیریؒ، زرکشی اور عسقلانیؒ نے کہا ہے۔'' [المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:۹۳، اسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعة:۲۴۷] اس کے علاوہ ملاحظہ فرمائیں الفوائد المجموعة:۲۸۶، تمييز الطيب من الخبيث رقم ۱۸۷۱، اسنی المطالب ص ۱۴۰، الدرر المنتشرة للسیوطیؒ:۱۱۳]

عہد حاضر کے نامور محقق علامہ البانیؒ لکھتے ہیں: '' لااصل له باتفاق العلماء '' علماء کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث بے اصل ہے۔ [الضعیفة نمبر:۴۶۶]

اندازہ فرمائیے! جس روایت کو محدثین نے واشگاف الفاظ میں بے اصل اور بے ثبوت کہا ہے اسے یہ حضرات بڑی دیدہ دلیری سے نقل کرتے ہیں۔

ملا علی قاری حنفیؒ کے متعلق اسی صفحے کے حاشیے پر لکھا: مگر یہ بات باعث تعجب ہے کہ ملا علی قاری ہی مرقاۃ [۱۷/۶] میں ایک اسی موضوع اور بے اصل روایت کو بطور استشہاد پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ويؤيده حديث علماء أمتي كانبياء بني اسرائيل وإن تكلم في اسناده'' حالانکہ سند میں کلام کیا، سرے سے یہ سند اور موضوع ہے۔'' [مقالات:۲۹۸/۱، ۲۹۹]

اور اثری صاحب کی درج ذیل عبارت بھی پیش نظر رہے:

''یہاں یہ عذر لنگ بھی عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہوگا کہ یہ بطور شاہد وتائید ہے جبکہ موضوع روایت شواہد میں بھی ذکر نہیں کی جاسکتی اور بلا وضاحت اس کا ذکر کرنا بھی حرام ہے۔ (تدریب الراوی:۲۷۴/۱)''

[......تصانیف کے آئینہ میں:۱۵۴]

تصویر کا دوسرا رخ:

اور دوسری طرف اثری صاحب نے خود یہ لکھا:

''اب نیکیوں کے حکم اور برائیوں سے روکنے کا سارا بوجھ امت کے علماء کے سر ڈال دیا گیا۔ اور کام کی اِسی نوعیت کی بنا پر انہیں بنی اسرائیل کے انبیاء ہی کی سی حیثیت دی گئی۔'' [مقالات:۲۸/۲]

امام احمد کی جرح منکر الحدیث مفسر ہے:

جناب اثری صاحب لکھتے ہیں:

''ورنہ وہ امام احمدؒ اور ابن معینؒ کی جرح کو مبہم قرار نہ دیتے جب کہ امام بخاریؒ نے اس کے بارے میں'' فيه

نــــظــــر ''اور امام احدم نے ہی نہیں بلکہ امام ابوحاتمؒ نے بھی منکر الحدیث اور امام ابن معینؒ نے متروک کہا ہے۔''[......آئینہ میں:۹۵]

تصویر کا دوسرا رخ:

اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۹ پر اثری صاحب یہ بھی لکھ رہے ہیں:

''اِسی طرح امام احمدؒ کے الفاظ'' لــہ مـنـاکیر '' کو منکر الحدیث قرار دینا اور اس جرح کو مفسر کہنا بہر حال غلط ہے اور اصول سے بے خبری کی علامت ہے۔ بالفرض امام احمدؒ نے اگر منکر الحدیث کہا بھی ہے تو ان کی یہ جرح بھی مفسر نہیں بلکہ اس سے مراد تفرد اور غرابت ہوتی ہے۔''[......آئینہ میں:۳۹]

جرح وتعدیل میں اتحاد زمانہ شرط نہیں:

جناب اثری صاحب رقمطراز ہیں:

''حالانکہ جرح وتعدیل میں اتحاد زمانہ شرط نہیں۔''[توضیح الکلام:۲۵۱]

تصویر کا دوسرا رخ:

محمد ابن اسحاقؒ کا دفاع کرتے ہوئے اثری صاحب نے لکھا:

''محدث فریابیؒ کا نام جعفر بن محمد بن اسحاق ۱۵۰ھ میں فوت ہو گئے تھے۔ پچاس سال سے زائد عرصہ پہلے فوت ہونے والے کے بارے میں ''بے دینی'' کا فیصلہ عجیب سی بات ہے۔''[تنقیح الکلام:۲۱۹]

امام مالکؒ مدنی رواۃ کے متعلق جج ہیں:

اثری صاحب نے اپنے مطلب کے ایک راوی کی توثیق ثابت کرتے ہوئے لکھا:

امام مالکؒ کے بارے میں امام حاکمؒ نے فرمایا:''هـو الـحـكـم فی شيوخ أهل المدينة '' کہ مدنی شیوخ کے بارے میں وہی حکم اور جج ہیں۔''[تہذیب:۲۶۴/۴]

''اور علاء مدنی شیوخ میں سے ہیں اور امام مالک کے استاد ہیں۔''[توضیح الکلام:۱۶۷]

بوقت ضرورت ''جج صاحب'' کا فیصلہ قبول کرنے سے انکار:

محمد بن اسحاق پر امام مالکؒ کی جرح کا جواب دیتے ہوئے اثری صاحب لکھتے ہیں:

''امام مالکؒ کے متعلق بھی اہل علم کو شکوہ ہے کہ وہ بعض اوقات ناروا ائمہ ثقات ومعروفین پر کلام کرتے ہیں اور ان سے روایت نہیں لیتے۔''[توضیح الکلام:۲۵۱]

(ب) یعنی میں نے امام ابن مدینیؒ سے ابن اسحاقؒ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:''میرے نزدیک اس کی حدیث صحیح ہے'' میں نے کہا: امام مالکؒ نے جو اس پر کلام کیا ہے اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ کہا: وہ نہ اس کے ساتھ بیٹھے ہیں اور نہ ان کی قدر پہنچاتے ہیں۔''[توضیح الکلام:۲۲۶]

رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے:

جناب ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

''پھر یہ آیت قرآن مجید کی ہے اور کیا رکوع یا سجدہ میں قرآنی دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے؟[توضیح:۴۴۷]

(ب)''کیوں کہ رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے۔''[توضیح الکلام:۸۵۸]

تصویر کا دوسرا رخ:

موصوف اثری صاحب رقمطراز ہیں:

''نیز اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں (حضرت ابوالدرداء۔ناقل) نے فرمایا:"لو أدركت الإمام وهو راكع لأحببت أن أقرأ بفاتحة الكتاب."[کتاب القراءۃ:۶۸] کہ اگر میں امام کو رکوع کی حالت میں پاؤں تو پسند کرتا ہوں کہ سورۃ فاتحہ پڑھ لوں۔''[توضیح الکلام:۴۶۸]

ایک اور جگہ پر اثری صاحب لکھتے ہیں:

''لہٰذا یہ دلیل ہے کہ تمام منہی عنہ اور ناجائز امور کا ارادہ بھی ناجائز اور منع ہے۔''[توضیح الکلام:۱۰۱۸]

رہ سیدھی چل کہ اک عالم تجھے سیدھا کہے
کجروی بہتر نہیں اے شوخ یہ رفتار چھوڑ

[......اعتراضات کا جائزہ:۱۱۴]

ائمہ کرام صفات باری تعالیٰ میں قطعاً تاویل نہیں کرتے:

جناب اثری صاحب لکھتے ہیں:

''بات دراصل یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کے مسئلہ میں علامہ کوثری خالصۃً جہمی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی صفت علو، ید، استواء وغیرہ کی وہ تاویل کرتے ہیں۔قرآن پاک کے کلام اللہ ہونے میں بھی وہ تاویل کے قائل ہیں۔مگر صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ محدثین، حتیٰ کہ امام ابوحنیفہؒ ان مسائل میں قطعاً تاویل کے قائل نہیں۔''[مقالات:۱۸۴/۱]

تصویر کا دوسرا رخ:

دوسری طرف اثری صاحب لکھتے ہیں:

''قرآن پاک کے متشابہات کی تاویل حضرات مفسرین اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ خداداد صلاحیتوں کے مطابق کرتے ہیں۔یہی معاملہ احادیث متشابہات یا احادیث مشکلہ کا ہے۔جن کی تاویل وتوضیح حضرات علماء کرام نے بیان کر دی۔''[......علمی محاسبہ:۱۸۵]

(جاری ہے۔۔۔۔)

محترم جناب محمد حنیف صاحب، چوہان، ضلع چکوال

حضرت قاضی صاحبؒ......اور......میری زندگی کا اہم واقعہ

بندہ نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو میرے گاؤں کا مذہبی نقشہ یہ تھا کہ وہاں پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لینا عیب اور گناہ تھا۔ مسجد میں دو تین بوڑھے با بے نمازی ہوتے تھے، ۱۰ ارمحرم کو ماتمی جلوس کی زینت برائے نام سنی مسلمان ہوتے تھے۔ شیعہ رواج کے مطابق سر سے پگڑی اتار کر اور پاؤں سے ننگے مجلس سننے کے لیے غم حسین میں شامل ہونا باعثِ ثواب سمجھتے تھے۔ بندہ بھی آٹھویں جماعت تک مکمل مذہبی شعور نہ ہونے کی وجہ سے ماتم کرتا رہا۔ جب نہم کلاس میں پہنچا تو ایک ساتھی سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے والدِ گرامی حضرت مولانا کرم دین دبیرؒ کی کتاب (آفتابِ ہدایت) پڑھنے کو ملی۔ اس کتاب کے مطالعہ نے مجھے صحیح معنوں میں سنی بنا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مقرر بھی۔ ۱۹۶۹ء میں بندہ ناچیز نے میٹرک امتحان پاس کیا اور گھر والوں نے چکوال کالج میں داخل کروا دیا۔ ۱۹۶۹ء کے وسط میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے جمعیت علمائے اسلام سے مستعفی ہو کر اپنی غیر سیاسی خالص مذہبی جماعت جو کہ مذہب اہل السنّت والجماعت کے عقائد و نظریات کی نگہبان اور سنی حقوق کی محافظ ہو بنالی، اس کا نام ''تحریک خدامِ اہل السنّت والجماعت پاکستان'' تجویز فرمایا۔ ۱۹۷۰ء عشرہ جمہوری سیاسی تھا، بھٹو کا طوطی بول رہا ہے، یہ سیاسی جماعت کی ذیلی شاخ کالجوں میں بھی کام کر رہی تھی، سائل حالات کے مطابق حضرت قاضیؒ کی جماعت کی طلبہ کی تنظیم ''سنی تحریک طلبہ'' سے وابستہ ہو گیا۔ پھر سنی تحریک طلبہ کا صدر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ کالج میں ہوسٹل کے اندر رہائش پذیر تھا، ہر جمعرات کو یعنی شبِ جمعہ کو حضرت جیؒ کا درس خاص پھر دوسرے دن جمعہ پر تفصیلی خطاب باقاعدگی سے سننے سے عقائد و نظریات مزید پختہ ہو گئے۔

ہر گاؤں میں حضرت جیؒ کی سرپرستی میں سنی کانفرنس منعقد ہوتی تھیں۔ مگر ہمارے گاؤں میں نہیں، ایک دن میں نے ناظم دفتر سے شکوہ گلہ کیا کہ حضرت جی ہمارے پڑوس کے گاؤں میں جلسہ کر کے واپس چلے آتے ہیں، کیا میرے گاؤں کے راستے میں کانٹے بچھے ہیں؟ وہ مسکرائے اور فرمایا کہ ہمارے جلسے تبلیغی جماعت کی طرز پر نہیں بلکہ اس کے لیے باقاعدہ پہلے مقامی انتظامیہ سے اجازت لینی پڑتی ہے، علماء کرام سے تاریخیں لینی پڑتی ہیں، پھر اشتہار چھپوانے پڑتے ہیں، تب مقررہ تاریخ پر جلسے کا انعقاد ممکن ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے گاؤں کا بھی نام لکھیں، انہوں نے فرمایا: آپ کا گاؤں چونکہ شیعوں کا گڑھ ہے، وہاں

پر مضبوط سرداری شیعہ نظام عروج پر ہے، ضلع جہلم کا پاکستان پیپلز پارٹی کا چیئر مین تمہارے گاؤں کا ہے، اِس لیے پہلے حضرت جیؒ سے مشورہ کرنا پڑے گا، ناظم دفتر نے جب حضرت جی سے مشورۃً بات کی تو حضرت جی نے فرمایا: کل اُس لڑکے کو بلوالینا، مجھ سے ملوانا، حالات جان کر پھر سوچیں گے۔ دوسرے دن جب حضرت جی سے ملاقات ہوئی اور گاؤں کے حالات سے آگاہ کیا تو حضرت جی نے منظوری دے دی۔ اشتہارات چھپ گئے، گاؤں میں گلی کوچوں میں، چوکوں میں لگادیے، دوسرے دن جب گاؤں کے نمبردار، سداسار کونسلر وڈیرے شیعہ نے اشتہار دیکھا تو آگ بگولہ ہوگیا۔ پوچھا کہ یہ کس کی شرارت ہے؟ میرے والدصاحب کا نام لے کر بتایا گیا کہ شیر باز گوندل کا سب سے چھوٹا لڑکا ابھی ابھی چکوال کالج میں داخل ہوا ہے، یہ اس کی شرارت ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اُس شیعہ نمبردار نے مجھے بلوایا، پہلے تو مجھے رام کرنے کی کوشش کی کہ، بیٹا! میں نے تمہیں بڑا سمجھ دار سمجھ رکھا تھا۔ یہ تُو نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا کہ کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: تمہیں معلوم نہیں قاضی مظہر حسین جس گاؤں میں داخل ہوجائے پورے گاؤں کو وٹہ وٹہ کردیتا ہے، جنازے تک وہ چھڑوادیتا ہے۔ اِس لیے تم سمجھ دار بنو، بریلوی ساٹھ (۶۰) مولوی بلاؤ، شوق پورا کر، کھانا، کرایہ، خرچہ خدمت میں کروں گا، مگر قاضی مظہر چوہان میں نہ آئے۔

میں نے اُسے جواب دیا: شاہ صاحب! آپ لوگ اپنے ذاکر اور مولوی منگواتے ہیں، کبھی سنیوں سے پوچھا ہے کہ کس کو بلوائیں؟ یہ جواب اُس کی خواہش اور توقع کے خلاف تھا، میرا جواب سن کر آگ بگولہ ہوگیا اور کہا: میں نے تمہیں اِس لیے نہیں بلوایا کہ تم میرے ساتھ اے، کے بروہی کی طرح بحث کرو۔ اے، کے بروہی اُس وقت پاکستان سپریم کورٹ کا اٹارنی جنرل تھا۔ میں نے کہا وہ کیا مولوی ہے؟ شاہ صاحب بولے: وہ پاکستان کا چوٹی کا وکیل ہے، تمہارے سوال جواب کا انداز وہی ہے۔ میں نے کہا کہ ہم نے اشتہارات لگادیے ہیں آپ اتروادیں، میدان کھلا ہے۔ دوسرے دن کالج جانے کے بعد حضرت جی کو حالات بتائے تو فرمایا کہ: تمہارا کام محنت کر کے لوگوں کو دعوت دینا ہے، اَب وہ جلسہ رُکوا نہیں سکتے۔

ایک طرف اُن کے آفیسر بریگیڈیئر جنرل، ایس پی، سیشن جج وغیرہ۔ دوسری طرف ضلع جہلم کا پیپلز پارٹی کا چیئرمین ہمارے گاؤں کا رافضی جو کہ جہلم شہر میں ہی رہائش پذیر تھا۔ سب نے مل کر پورا زور لگایا، لیکن جلسہ رکوا نہ سکے۔ اِس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب کی مزید عظمت دِل میں بٹھا دی، اَب الحمدللہ ہر سال باقاعدگی سے سالانہ سنی کانفرنس ہوتی ہے۔ الحمدللہ اب ''علی ولی اللہ خلیفۃ بلافصل'' کے مقابلے میں خلافتِ راشدہ، حق چار یار کا نعرہ گونج رہا ہے۔ ☆☆☆☆

امجد ولی بہاول نگری

مجلّہ صفدر

بہترین و دِل نشین و دِل رُبا
ہیں مرے قلب و نظر اِس پر فدا

دیکھ کر تُو خود ہی اَندازہ لگا
ہے مجلّہ، مثلِ ''صفدر'' کوئی کیا؟

ہے ہر اِک مضمون کا اپنا مزہ
سرورق بھی ہے نہایت خوش نما

ہر مہینے ہوتا ہے جلوہ نما
ہر شمارہ رنگ دِکھلائے نیا

گمرہوں کو ہے دِکھاتا راستہ
بے وفاؤں کو سکھاتا ہے وَفا

جہل کی شب میں دِیا ہے علم کا
پھیلتی ہے چار سُو اِس کی ضیا

میرے ہاں امجدؔ ہے اِس کا مرتبہ
سب رسائل اور جرائد سے جدا

وفیات

حضرت الشیخ مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم کے رفیق سفرحرمین حکیم داؤد صاحب مکہ مکرمہ میں انتقال فرماگئے۔
حضرت شیخ مدظلہم ہی کے بھانجے حاجی عبدالجلیل صاحب بھی رضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔
قارئین سے مرحومین کے لیے مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبرجمیل کی دعا کی درخواست ہے۔